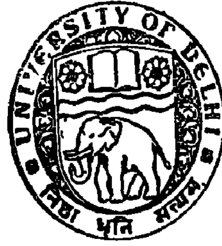


DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. Δ73y7E78 168N261

Ac. No. 179967 Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below An overdue charge of 0.5 nP. will be charged for each day the book is kept overtime.

هو الکل — یا معین

ذکرِ غوثِ پاک رض

یا

گیارہویں نامہ

حضور غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رض کے حالات زندگی. گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے نظم و نثر

از

مؤلفِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ

جمادی الاول ۱۳۴۵ھ مطابق نومبر ۱۹۲۶ء میں

پانچویں مرتبہ حلقۂ مشائخ بک ڈپو دہلی نے شائع کیا

قیمت [illegible]

مطبوعہ ہمدرد برقی پریس دہلی

(ابرار حسین کاتب جھنجھانوی)

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی اسلامی تاریخی کتابیں

میلاد نامہ

یہ عجیب و غریب مستانہ مولود شریف ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خاص البیلے رنگ میں تصنیف فرمایا ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با برکت سے لیکر وفات شریف تک کے حالات کمال تحقیق کے ساتھ معتبر و مستند صورت میں موجود ہیں۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب اس میلاد نامہ کو خوشی کے ساتھ پڑھتے اور سنتے ہیں قیمت ۸/ر

محرّم نامہ

یہ تاریخ اسلامی کا دوسرا حصہ ہے جس کو وفاتِ رسول مقبولؐ سے شروع کرکے معرکۂ کربلا کے حالات لکھکر ختم کیا ہے۔ اس میں معرکۂ کربلا کے اسباب، خلافت کے جھگڑے، صحابہؓ کے حالات، جنگ جمل و جنگ صفین کا بیان، معرکۂ کربلا کی کیفیت، تمام باتیں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ خواجہ صاحب نے اپنے خاص البیلے اور موثر انداز میں بیان فرمائی ہیں۔ اس محرم نامہ کو شیعہ اور سنی سب نے پسند کیا ہے۔ اور برابر محرم کی مجلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پانچ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ ۸/ر

یزید نامہ

یہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے جسمیں معرکۂ کربلا کے بعد کے حالات تحریر کئے گئے ہیں شاہانِ اموی کی کیفیت، بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کی بربادی، حجاج بن یوسف کے مظالم حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی شہادت، مختار وغیرہ کے معرکے، قاتلانِ امام حسینؑ کا انجام، تمام حالات قابل دید ہیں۔ محرم نامہ کے بعد اس کا پڑھنا عجیب لطف دیتا ہے قیمت ۱۲/ر علاوہ محصول

یہ سب کتابیں کارکن حلقۂ مشائخ بک ڈپو دہلی سے منگائیے

۷۸۶ ھوالکل یا معین

67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدہٗ واصلی علیٰ رسولہ العظیم

محفل نامہ گیارھویں شریف

کا

دیباچہ

میلاد نامہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لکھ چکا۔ جو گھر گھر مجالس میلاد شریف میں پڑھا جاتا ہے۔ محرم نامہ بھی قلمبند کر دیا جو شہادت کی مجلسوں میں ہر جگہ مقبول ہو تو اس مرشد اکبر غوث اعظم محبوب سبحانی کے ذکر خیر کا وقت آیا جس کی گیارھویں ہندوستان کے ہر گوشہ میں محرم و مولود کی مجالس کے برابر منعقد ہوتی ہے ؀

گیارھویں شریف کی محفلیں کچھ سلسلہ عالیہ قادریہ ہی میں مخصوص نہیں ہیں بلکہ چشتیہ خانقاہوں اور نظامیہ صابریہ آستانوں اور نقشبندیہ سہروردیہ حلقوں میں بھی یکساں ذوق و شوق سے اس کا رواج دیکھا ہے۔ ہر عقیدہ اور ہر فرقہ کے مسلمان محفل گیارھویں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کار خیر صدہا ہندوؤں اور غیر مسلم لوگوں کو بھی دلی عقیدت سے کرتے پایا ہے ؀

اور یہ کھلا ہوا عام فہم ثبوت مراد العالم حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے غلط ... روحانی کا ... سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس جناب فیض مآب کی ملکوت
اور ولایت روحانی تمام قلوب کائنات پر محیط و مسلط ہے لہذا ذکر میلاد اور ذکر
شہادت کے بعد حضرت غوث الانام ہی کے ذکر کی مقدم ضرورت تھی۔
مجھ کو اپنے پیارے دوست شیخ محمد احسان الحق صاحب قادری ساکن
میرٹھ کا بھی ذکر کرنا چاہیے جنہوں نے اس تصنیف میں بحیثیت ایک واقف کار باغبان کے
علمی مشورے دیئے اور بیشمار کتابوں میں سے قابل اخذ حصے چھانٹ چھانٹ کر نکالے
جن کے سبب سے میری محنت بہت ہلکی ہو گئی

یہ کون سا زمانہ ہے؟
اس کو یاد رکھنا چاہیے

کتاب شروع کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہم کس زمانہ میں ہیں اور اس
زمانہ میں اعتقاد اور خیالات کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے اور ایسے وقت میں کس
قسم کے حالات بیان کرنے سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ باتوں کے شائع کرنے کی ضرورت
ہو یہ بات ظاہر ہے اور ناظرین کو بتانا ہے کہ جب وہ اس کتاب کو ... پڑھیں
گے تو ان کو تعجب ہوگا کہ اس میں وہ باتیں یا تو بالکل نہیں ہیں جو ذکر غوثیہ کے
ساتھ لازمی طور سے لکھی جاتی تھیں یا ان کا ذکر بالکل بدلا ہوا ہے
تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ اس کتاب کے لکھنے والے کی ہستی کا خمیر ان ہی
باتوں سے ہوا ہے جن کو یہاں درج نہیں کیا گیا یا اختیار کی گئی یا ان کے بیان کا پیرایہ
بدل دیا یعنی وہ ایک ایسے درویش گھرانے میں پیدا ہوا ہے جو چھ سو برس سے ہندوستان میں
برابر مشہور ہے اور اس نے ہوش سنبھال کر رات دن انہی پرچوں کو سنا ہے۔ اور انہی
میں اس کی تربیت ہوئی ہے۔ اس کے دل اور دماغ کا ہر حس و ادراک ان تمام متعلقات
کرامات بیانات کا یقین رکھتا ہے جو حضور غوث پاکؓ کی شان میں مشہور ہیں۔

مگر

اسکو معلوم ہے کہ اہلِ زمانہ کا مذاق بدل گیا۔ انکے خیالات میں تبدیلی ہوگئی انہوں نے پُرانی باتوں کو پُرانے طریقے سے سُننا اور ماننا چھوڑ دیا اب اگر کوئی شخص سختی اور ضد سے اصرار کرے کہ جو میں کہتا ہوں اسکو مان لو اور نہ مانو گے تو میں تمکو بیدین بدعقیدہ کہدونگا تو اسکا کچھ نتیجہ نہ نکلے گا اور زمانہ کی لہر اِن لوگوں کو بیزار کرکے دوسرے رُخ بہا کر لیجائیں گی لہذا ضرورت ہے کہ پُرانی باتوں کو نئے مذاق کیموافق بیان کیا جاوے اور جو امور محض فروقِ عقیدت سے تعلق رکھتے ہیں انکو عقیدتمندوں کیلئے خاصکر عوام کے سامنے پیش نہ کیا جائے اور ایسی باتیں لکھی جائیں جن سے امت کی علمی، اخلاقی، دینی اور معاشرتی حالت کو کچھ فائدہ پہنچے۔

مجھے صاف صاف کہنا چاہیئے کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اور حضور غوث پاکؓ سے جو جو تصرفات مافوق العادت سرزد ہوئے ہیں انکی صداقت میں کچھ کلام نہیں ہوسکتا مگر اب صرف انہی کرامتوں کے بیان پر زور دینے کا وقت نہیں ہا ہے زمانہ تو وہ خوبیاں سُننی چاہتا ہے جن سے موجودہ نسلوں کو بھی کچھ فائدہ حاصل ہوسکے اور جن کی پیروی ہر انسان کے امکان میں ہو۔

میں نے محفل نامہ گیارھویں شریف مرتب کرنیکے وقت کم از کم ڈیڑھ سو قدیم و جدید چھوٹی بڑی کتابیں حضور غوث پاک کے متعلق پڑھیں۔ مگر سوائے چند کے کسی میں وہ سامان نہ پایا جسکی طلب موجودہ وقت کے لوگوں کو ہے۔

میں یہ تو ہرگز نہ کہونگا کہ ان لوگونکو حضور غوث پاکؓ کی ذات بابرکات میں سوائے اِن کرامتوں یا مافوق العادت باتوں یا اظہار فضیلت کی بیشمار دلیلوں کے اور کچھ سوجھا ہی نہ تھا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر زمانہ کا ایک مذاق اور رجحانِ طبائع ہوا کرتا ہے اور اُسی میلان کو محسوس کرکے لکھنے والے کتابیں لکھتے ہیں اور انہی باتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا کرتے

ہیں جو پڑھنے والوں کی طلب کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ اگلے زمانہ میں جس شے کی خواہش جذبات انسانی میں تھی اُسی کے مطابق کتابیں لکھی گئیں۔ مصنفوں پر اس کا الزام ہرگز نہیں ہے مگر اب جبکہ زمانہ کا حسن کچھ سے کچھ ہو گیا ہو۔ بڑی نادانی ہو جو پرانی وضع کی لکیر پر رفتار قائم رکھی جائے آج تو یہ چاہیئے کہ بات وہی پرانی ہو مگر لہجہ اور بیان کا طریقہ نیا ہو۔ کیونکہ جیسے پہلے طبائع و جذبات کا خیال مدّنظر رہتا تھا اب بھی رکھنا چاہیئے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پرانے خیال اور پرانے جذبات کے آدمیوں کی ابتک اتنی بڑی تعداد موجود ہے جو مینش نظام جدید خیال والوں سے سینکڑوں حصہ زیادہ ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ ابھی برسوں تک قدیمی مذاق جاری رہیگا۔ لہذا اسی کی پاسداری میں کتابیں تصنیف ہونی چاہئیں اور یہ محفل نامہ گیارھویں شریف بھی ایسا ہی ہونا لازم تھا کیونکہ قدیمی خوش عقیدہ لوگوں میں پڑھا جائیگا۔ وہی اسکو خریدینگے جو سابق کی ہر بات کے آگے سر جھکا دینے والے ہیں ۔

مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری ساری عمر کا مقصد یہ ہے کہ نئی روشنی والونکو دین اور اہلِ دین سے آگاہ کیا جائے اور انہیں محبت اور لگاؤ پیدا کر کے بزرگوں کی تقلید پھیلائی جائے اسواسطے میں ہرکتاب و مضمون کا مخاطب نئے خیال کے لوگونکو بناتا ہوں اور جانتا ہوں کہ پرانے زمانہ والوں کو تو پہلے ہی سب کچھ معلوم ہے اور وہ تو خود ہی ہر بات پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ ضرورت تو اُن لوگوں کو بتانیکی ہے جن کو راہ راست پر لانے کا بہت کم لوگوں کو خیال آتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی تو سوچنی چاہیئے کہ زمانہ کی رفتار دن بدن تیز ہوتی جاتی ہے۔ نیا خیال بڑھ رہا ہے۔ پرانا گھٹ رہا ہے آج نئے ایک لاکھ اور پرانے ایک لاکھ کم سات کروڑ ہیں تو کل یا چند برسوں تک پرانے ایک لاکھ رہجائیں گے۔ اور نئے خیالوں کی تعداد ایک لاکھ کم سات کروڑ ہو جائے گی۔ اس میں مبالغہ نہ جانئے بجلی کا زمانہ ہے اور

بجلی کے کاموں میں ایسی ہی عجیب تیزی ہوا کرتی ہے۔

ذوقِ عقیدت کی تکمیل اور تحفظ مرکزیت کی تعمیل

میں نے یہ کتاب دو وجہوں سے لکھی۔ ایک تو یہ کہ اس منکر زمانہ میں بزرگوں کا ذوقِ عقیدت قائم رہے اور دوسرے یہ کہ ہم مسلمانوں خصوصًا اہلِ سنت و جماعت لوگوں کا مرکز محفوظ ہو جائے۔

میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں اسباب کو ذرا کھولکر بیان کروں تاکہ خلقت خود بخود سمجھ لے کہ محفل نامہ گیارہویں شریف لکھنے کی یا اسی قسم کی اور کتابیں شائع ہونیکی کیسی سخت ضرورت ہے۔ پہلی وجہ ذوقِ عقیدت کی تکمیل کی حقیقت یہ ہے کہ آجکل چاروں طرف سے صوفیوں اور تصوّف پر حملے ہو رہے ہیں اور متعدد اخبار اور رسالے اہلِ تصوف اور بزرگانِ دین کے خلاف مضامین شائع کر رہے ہیں جنمیں اہل اللہ پر اعتراض کا ایسا پر فریب طریقہ برتا جاتا ہے کہ ہمارے کم علم یا انگریزی تعلیم یافتہ لوگ جو بزرگانِ دین اور تصوف سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں وہ ہو کا کھا جاتے ہیں اور انکو خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید اولیا اللہ اور صوفیائے کرام ایسے ہی مخالف اسلام تھے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔

ان لوگوں کے ذوقِ عقائد کو بچانے اور اصلِ حقیقت دکھانیکو اس قسم کی کتابوں کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ اور وہ لوگ قیامت کے دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سُرخرو ہو کر حاضر ہوں گے جو ایسی کتابوں کو عوام میں یا کمزور عقایدہ والوں میں بہ کثرت تقسیم کرینگے۔

اس کتاب کی ترتیب ایسی ہی رکھی گئی ہے کہ بغیر کسی حجت بازی اور بحث و مباحثہ کے تصوف اور اہلِ تصوّف کی عظمت دلوں میں جم جائیگی۔ اور اُنکے خیال میں آپ ہی

آپ ذوقِ معرفت پیدا ہوگا۔

دوسری تحفظ مرکز کا یہ حال ہے کہ مسلمانوں کے دو فرقے بہت بڑے ہیں ایک سُنّی دوسرے شیعہ۔ اور ان دونوں کا مرکز قومی ان چیزوں سے قائم ہے۔

(۱) مسجدوں کی نماز با جماعت (شیعوں میں اسکی بہت کمی ہے) مسلمانوں کا سب سے بڑا قومی مرکز ہے۔

(۲) شیعوں میں مجالس عزاداری ان کی مرکزیت کا باعث ہیں۔

(۳) سنیوں میں میلاد شریف کی محفلیں اور درگاہوں کے عرس اور مشایخ کے حلقے اور سماع کی مجلسیں وہ چیزیں ہیں جن سے ان کا مرکزی شیرازہ قایم ہے۔

سب سے بڑی چیز تو جماعت کی نماز ہے ہماری نااتفاقی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہمنے جماعت کی نمازیں ترک کر رکھی ہیں اسکے بعد میلاد شریف کی محفلیں ہیں ان میں یہ نقص پیدا ہوگیا ہے کہ غیر معتبر روایتوں کے میلاد نامے پڑھے جاتے ہیں جنسے نئی نسلوں کو فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھکر میں نے اب ایک میلاد نامہ لکھا ہے جو بالکل صحیح اور معتبر روایتوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

درگاہوں کے بعض عرس بھی آجکل ان بدعات سے خالی نہیں پائے جاتے جنکی ممانعت شریعت نے کی ہے۔ اسواسطے انکی مرکزیت میں بھی سقم پڑگیا ہے جس کی رفتہ رفتہ اصلاح ہوگی اور ہو رہی ہے۔

مشایخ کے حلقے البتہ جہاں جہاں ہیں، خدا کا شکر ہے کہ اپنی اصلی شان میں پائے جاتے ہیں۔ البتہ سماع کی محفلوں میں تو سب سے زیادہ خرابیاں پڑگئی ہیں اور بڑی ضرورت ہے کہ ان کو اصلی شان پر لایا جائے۔

اس تفصیل کے بعد اب ہر شخص نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ محفل نامہ مرکزی تحفظ کا ایک بڑا سبب ثابت ہوگا۔ گیارہویں شریف کی محفلوں میں اگر ایسی کتابیں پڑھی جائیں جنسے دموجودہ مذاق

(معیار کے موافق) حضرت غوث پاکؓ کا حال نوجوانوں کو معلوم ہو تو تحفظ عقائد بھی
ہو جائے اور مرکزی ضرورت بھی باحسن وجوہ پوری ہو۔

میلاد ناموں کی طرح حضور غوث پاکؓ کے حالات کی کتابیں بھی ایسی لکھی گئی ہیں جو
محفلوں میں پڑھی جاتی ہیں مگر جیسا کہ میں نے شروع میں لکھا ہے یہ کتابیں بہت زیادہ حسن
عقیدت پر مبنی ہیں اور ان میں وہ حالات لکھے گئے ہیں جو موجودہ نئے خیال والوں کو انجان
معلوم ہوتے ہیں اور بعض اوقات طبیعت ان پر اعتراض کرتی ہے اور سوائے اظہار عقیدت
کے ان سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔

اس محفل نامہ گیارھویں شریف میں ذوقِ عقیدت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا اور
واقعات بھی وہ لکھے جو حقیقتاً مفید ہوں اور جن کی تقلید و پیروی کا شوق بھی مخلوقات میں
جاری ہو جائے امید ہے کہ یہ ناچیز خدمت مذکورہ ضروریات کی تکمیل میں کام دیگی انشاء اللہ تعالیٰ
وہ کتابیں جن سے اس محفل نامہ گیارھویں شریف میں مدد لیگئی۔

(۱) اخبار الاخیار۔ از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
(۲) تحفۂ قادریہ۔ از حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری
(۳) خزینۃ الاصفیا۔ از جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔
(۴) مجمع الاسرار۔ از جناب پیر سید بہادر شاہ صاحب بھکری۔
(۵) مناقب غوثیہ۔ از جناب محمد مرید محی الدین صاحب پشاوری۔
(۶) دیوان حضرت غوث الاعظم
(۷) فوز المطالب۔ از جناب خان بہادر مولوی سید محمد برہان الدین حیدر آبادی
(۸) نفحات الانس۔ از حضرت مولانا جامیؒ
(۹) رشحات۔ از حضرت فخر الدین علی بن ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی۔
(۱۰) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

(۱۱) تاریخ فرشتہ - از ملا قاسم فرشتہ -
(۱۲) عجائب الاسفار - سفر نامہ ابن بطوطہ رحؒ
(۱۳) قول مستحسن شرح فخر الحسن - از مولانا حسن الزماں خانصاحب رحؒ حیدر آبادی
(۱۴) دلیل العارفین از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی - دہلوی رحؒ
(۱۵) روضۃ الاقطاب - از حضرت خواجہ محمد بلاق رحؒ دہلوی -
(۱۶) تاریخ الاولیا - از جناب سید امام الدین احمد بن مفتی سید عبد الفتاح گلشن آبادی -
(۱۷) سبحۃ المرجان - از جناب سید غلام علی صاحب آزاد بلگرامی -
(۱۸) کتاب الاسماء والصفات - از حضرت امام بیہقی رحؒ
(۱۹) بہجۃ الاسرار - از حضرت شیخ علی شطنوفی رحؒ -
(۲۰) سقی العطشان من مشرب قطب الزمان - از حضرت مولانا حسن الزماں حیدر آبادی
(۲۱) انسان کامل - از حضرت شیخ عبد الکریم جیلی رحؒ -
(۲۲) نظام القلوب - از حضرت نظام الدین اورنگ آبادی -
(۲۳) معین الاولیا - از جناب سید امام الدین صاحب چشتی مرحوم سجادہ نشین اجمیر شریف
(۲۴) تحائف قاسم - از جناب محمد قاسم صاحب ابو العلائی -
(۲۵) تفہیمات - از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحؒ محدث دہلوی -
(۲۶) غنیۃ الطالبین - از حضرت غوث الاعظم رحؒ -
(۲۷) حاشیہ مولوی عبد الحکیم صاحب بر غنیۃ الطالبین -
(۲۸) فتح المبین - تذکرہ غوث پاک رحؒ از مولانا ظہیر الدین صاحب رحؒ
(۲۹) صباح الرشاد بجلوہ تمام سید الافراد - از مولانا جواد -
(۳۰) کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر رحؒ - از عبد القادر فخری -
(۳۱) در اللآلی فی مناقب غوث الثقلین رحؒ - از حضرت سید شاہ غلام علی صاحب رحؒ

(۳۲) زبدۃ الاسرار - از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔
(۳۳) کتاب الاعراس - از مولانا محمد نجیب ناگوری۔
(۳۴) خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبد القادرؓ - از حضرت امام عبد اللہ یافعی
(۳۵) اتحافات السنیہ فی الاحادیث القدسیہ - از حضرت شیخ علامہ محمد المدنی
(۳۶) فتوح الغیب - از حضرت غوث پاکؓ
(۳۷) تفسیر حضرت شاہ عبد العزیزؒ
(۳۸) ذوق نعت - از جناب مولنا حاجی محمد حسن رضا خانصاحب حسن بریلوی۔
(۳۹) قرۃ العین فی مناقب غوث الثقلین - از مفتی محمد لیسین صاحب بدایونی۔
(۴۰) میلاد شیخ برحق - از جناب مولنا محمد وحید صاحب قادری۔
(۴۱) حدائق بخشش - از حضرت مولنا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی۔
(۴۲) رسالہ قشیریہ - از حضرت امام قشیریؒ
(۴۳) سیر الاقطاب - از جناب اللہ دیا صاحب چشتی عثمانی۔
(۴۴) سیر العارفین - از حضرت مولنا شیخ جمالی سہروردیؒ دہلوی۔
(۴۵) اقتباس الانوار - از حضرت شاہ ابراہیم چشتیؒ
(۴۶) مرأۃ الاسرار - از حضرت محمد عبد الرحمن چشتیؒ
(۴۷) جواہر فریدی - از مولوی اصغر علی صاحب چشتیؒ
(۴۸) آثار چشتیہ - از حضرت شاہ عتیق اللہ جالندھری۔
(۴۹) لطائف الغرائب - از حضرت بندہ نواز گیسو درازؓ
(۵۰) نکات الاسرار - از حضرت شیخ آدم بنوری خلیفہ اعظم مجدد صاحبؒ۔
(۵۱) خوارق الاحباب - از شیخ عبد اللہ بلخی نقشبندیؒ
(۵۲) قلائد الجواہر

(۵۳) حاشیہ جمل بر جلالین
(۵۴) فتح الربانی معروف مجالس ستین
(۵۵) نور القلوب۔
(۵۶) ترجمہ ارجمند۔ وغیرہ۔

محفل نامہ گیارہویں شریف ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ اس پر اتنا بڑا دیباچہ اور اتنی زیادہ کتابوں کے نام لوگوں کو اجنبی معلوم ہونگے اور وہ خیال کرینگے کہ لیاقت و معلومات جتانیکو بہت سی کتابوں کے نام لکھدیے ہیں ورنہ اس کتاب کی نہ اتنی ضخامت ہے نہ کچھ ایسے پیچیدہ مسایل ہیں جنکے واسطے اتنی زیادہ کتابوں کے پڑھنے کی ضرورت پڑتی۔

ہاں یہ سچ ہے کہ یہ کتاب بہت مختصر ہے اور اس میں ان سب کتابوں سے کچھ بہت زیادہ اخذ نہیں کیا گیا جن کے نام لکھے گئے ہیں مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ محفل نامہ لکھنے کیوقت پورا ایک مہینہ مذکورہ کتابوں کے دیکھنے اور غور و فکر میں بسر ہو گیا۔ گویا محفل نامہ گیارہویں شریف ہی کیخاطر ان کتابوں کے مطالعہ کیضرورت پیش آئی اور ان کے جو جو حصے کسی نازک بحث سے تعلق رکھتے تھے انکو بہت توجہ سے سوچا گیا کیونکہ معاملہ ہی نہایت نازک اور اہم تھا۔

میرا قدم سب ولیوں کی گردن پر

حضور غوث پاک کا ایک مشہور و معرکۃ الآرا قول ہے یہ ساری تحقیقات وو اسی ارشاد کی خاطر تھی ورنہ محفل نامہ زیادہ تر چند معتبر کتابوں سے حالات لیکر مرتب کر دیا گیا ہے۔ اس میں ان سب کتابوں کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

یہ ہم لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ شیعوں سنیوں کے جھگڑوں کی طرح اس ارشاد عالی پر ہمارے آپس میں فساد و عناد پڑا ہوا ہے سلسلہ قادریہ کے حضرات اس قول پر اتنا زور دیتے ہیں اور ایسے الفاظ میں اسکو پیش کرتے ہیں کہ دیگر سلاسل کے متوسلین کو ناگوار ہوتا ہے اور وہ اپنی ذاتی محبت کی بنا پر جو انکو قدرتاً اپنے شیوخ طریقت سے ہے اس قول کی تاویلیں کرتے ہیں اور حضور غوث پاک کی فوقیت اپنے بزرگوں

پر تسلیم کرنے میں انکو تامل ہوتا ہے۔ یہ تامل خیالات اور دلوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ زبان پر آتا ہے۔ قلم پر آتا ہے۔ علم آزمائی اور دماغ آرائی کی کشاکش میں مبتلا ہوتا ہے۔

چنانچہ حیدرآباد دکن میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے ایک بہت بڑے عالم درویش حضرت مولینا حسن الزمان خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرات قادریہ کے اظہار فوقیت کی ناگواری کے سبب ایک ایسی کتاب لکھنے پر مجبور ہوئے جو عربی زبان میں ہے اور جس کا نام ترجمۃ ارجمند ہے اس کتاب کے شائع ہوتے ہی توقع کے موافق مشائخ قادریہ میں بھی ذاتی جذبات کا جوش پیدا ہوا اور فوز المطالب کے نام سے ایک ضخیم کتاب ترجمۂ ارجمند کے رد میں لکھی گئی۔ اس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ ایک عالمگیر اختلاف چشتیوں اور قادریوں میں پیدا ہو گیا جو برسوں قائم رہا اور اب بھی کہیں کہیں اس کی دبی ہوئی چنگاریاں پائی جاتی ہیں۔

اس علمی مباحثہ کی بنیاد یہ تھی کہ قدمی ھذہ کے تحت میں حضور خواجہ خواجگان اجمیری کو بھی لایا جاتا تھا اور آپکو حضور غوث پاک کا فیض یافتہ بیان کر کے اس قدر زور دیا جاتا تھا کہ چشتیہ خاندان والے اسکو حضور خواجہ اجمیری کی سبکی اور توہین سمجھنے لگے تھے۔

ترجمۂ ارجمند کے مصنف صاحب نے دلائل علمی سے ان خیالات کا رد کیا اور حضور غوث پاک کا احترام ملحوظ رکھکر اس بات سے منکر ہوئے کہ حضور خواجہ اجمیری نے حضور غوث پاک سے فیض پایا ہو بلکہ انھوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ ان دونوں حضرات کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

فوز المطالب میں ترجمۂ ارجمند کی تردید شائع ہوئی اور اسکے مصنف نے بھی دلائل علمی اور حوالۂ کتب پیش کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ رکھی

میرے کانوں میں تو راتدن یہ باتیں پڑ رہی تھیں میں ان جھگڑوں کو سالہا سال سے سن رہا تھا اور اسکے خراب اثرات کے نتائج دیکھتے دیکھتے ایک زمانہ بیت گیا تھا کہ چشتیوں و قادریوں میں شیعہ سنی کا سا ایک اکھاڑہ قائم ہوا اور گفتگو کی تلخیاں بزرگان دین کی بیحرمتیوں تک پہنچ جاتی ہیں۔

صرف چشتیوں اور قادریوں تک اسکی حد تھی نقشبندی اور سہروردی بھی اور دیگر سلسلہ والے

بھی اس بحث کے عروج میں اپنے مشایخ کی تنقیص سمجھ کر تیوریاں چڑھاتے تھے اور ایک عالمگیر الجھن دلوں میں بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ اسی ضد سے متاثر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بعض موجودہ متوسلین نے حضرت مجدد صاحبؒ کو تمام اولیاء اللہ سے افضل کہنا اور لکھنا شروع کر دیا اور مجدد صاحب کو محبوب سبحانی علے الاعلان کتابوں اور اخباروں کے مضامین میں لکھا جانے لگا۔

مجدد صاحب کو نہ صرف مشایخ ہندوستان خصوصاً حضرت خواجہ اجمیری پر فوقیت دی جاتی تھی بلکہ بعض شوخ نگار حضرات تو حضور غوث پاک پر بھی ان کو فضیلت دیتے تھے۔

سلسلہ نظامیہ کے متوسلین نے بھی ایک ایسا ہی خیال قائم کیا تھا اور اس پر علانیہ اصرار کیا جاتا تھا اور وہ یہ تھا کہ حضور غوث پاکؒ اور حضور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی مساوی درجے کے ہیں کیونکہ وہ بھی محبوب الٰہی ہیں اور حضور غوث پاک بھی محبوب سبحانی ہیں دونوں کی شان ایک ہی بلکہ حضور غوث پاکؒ محبوب صفاتی ہیں اور حضور سلطان المشایخ محبوب ذاتی ہیں سبحان اسم صفت ہے اور اللہ اسم ذات پس محبوب سبحانی صفاتی اسم کے محبوب ہیں اور محبوب الٰہی ذاتی اسم کے مطلوب ہیں۔

غنیمت ہے کہ یہ چرچے زیادہ بڑھنے نہ پائے ورنہ حیدرآباد کی طرح یہاں بھی ایک طوفان کھڑا ہو جاتا اور علم کی قوتیں عمل خیر کی بجائے اس عمل شر میں ضائع ہوتیں۔

محفل نامہ ہذا لکھنے کے وقت مجھے اس قصہ کا سب سے زیادہ ڈر تھا کہ اگر میں نے قدیم بندہ کی بحث کو شریک کتاب کیا تو ایسا نہ ہو کہ آیندہ نسلوں میں پھر یہ جھگڑا کھڑا ہو جائے اور جو فتنہ سو گیا ہے وہ دوبارہ جاگ اٹھے۔ اسلئے میں نے ترجمہ اجمند اور فوز المطالب کی بحث کو پہلے تو خوب غور سے پڑھا اور پھر ان کتابوں کو دیکھا جنکے حوالے مذکورہ کتب میں تھے اور پڑھنے کے بعد کئی دن تک غور کیا تو یہی سمجھ میں آیا کہ محفل نامہ میں اس بحث کو لانا ہی مناسب نہیں جیسا کہ بعض کرامتوں کے بیان کو چھوڑ دیا گیا ہے اس قصہ کو بھی ترک کر دینا اولیٰ ہے تاہم دیباچہ میں ایسے جھگڑوں کیلئے روشنی ڈالنی مناسب ہے۔ دیباچہ محفل میں پڑھنے کی چیز نہیں ہے۔ یہ عام لوگوں کے کان میں پڑنے سے محفوظ رہیگا اور عوام ہی بات کا بتنگڑ بنایا کرتے ہیں اسکو تو معقول خیال والے اور دور اندیش دانشمند ہی پڑھیں گے لہذا اس میں لکھدینا

مناسب ہے کہ قدامی ھذہٖ کی بحث نے حضرات صوفیائے کرام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اگر آئندہ اس سلسلہ کو بڑھایا گیا تو صوفیوں میں شیعہ سنی سے زیادہ باہمی عناد پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہے میرے سامنے اس دیباچہ کے شروع میں جو الفاظ حضور غوث پاک رضؓ کی شان میں استعمال کئے ہیں انکے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں بھی حضور غوث پاک رضؓ کی کیا وقعت ہے اور میں انکو کس درجہ و مرتبہ کا پیشوا مانتا ہوں اور میری کیا ہستی ہے میں کس شمار قطار میں ہوں بڑے بڑے اکابر اولیا اللہ نے حضور غوث پاک رضؓ کی نسبت اس سے کہیں زیادہ الفاظ کہے ہیں اور لکھے ہیں یا ایسے علماء تمام دنیا میں جو محبت اور جو لگاؤ حضور غوث پاک رضی اللہ کیسا تھ لوگونکو ہے اور جو عام تصرفات انکے پائے جاتے ہیں اور جیسی عالمگیر نسبت اس خاندان کیساتھ عام کی ہے وہ خود ایک ایسی دلیل برتری اور بزرگی کی ہے جسکے سامنے کسی اور علمی دلیل کی حاجت نہیں بڑی غلطی کرتے ہیں وہ لوگ جو اپنی ذاتی حالتونکو ان بزرگان دین کے حالات میں شریک کر کے نفسانیت کا بازار گرم کرتے ہیں ایک کہتا ہے حضور غوث پاک رضی اللہ اپنے زمانے کے سب ولیوں سے افضل تھے اور انکا قدم سب کی گردن پر ہے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں قیامت تک جتنے اولیا اللہ ہونگے سب کی گردن حضور غوث پاک کے قدموں تلے دبی ہوئی ہے تیسرا کچھ اور کہتا ہے چوتھا کوئی دوسری بولی بولتا ہے غرض ایک ہنگامہ ذاتیات کی کدورتوں اور نفسانی عداوتوں کا ان حضرات کے نام سے بیکار برپا ہو رہا ہے۔

میں یقین کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ بڑی تعداد مسلمانوں کی اس یقین میں میرے ساتھ ہو گی کہ فضیلت بازی کے یہ جھگڑے خود ہم لوگوں کی ایجاد ہیں اور انکے اندر ہماری ذاتی کاوشوں کا دخل ہے۔ ورنہ ان سب حضرات کی شانیں آپس کی اس تو تو میں میں سے بالکل پاک و بے تعلق تھیں۔

قدامی ھذہٖ کا حقیقی مطلب

میرے ذہن میں تو یہ آتا ہے کہ حضور غوث پاک رضؓ نے یہ مجازی فقرہ استعمال نہیں فرمایا تھا بلکہ اسکے اندر ایک حقیقی اور معنوی تلقین پوشیدہ تھی ہم لوگوں نے اسکے ظاہری معنی سے تعلق رکھا اور اسی پر بڑی بڑی کتابیں تیار کر دیں کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ آخر حضور غوث پاک رضؓ کا اس برتری کے اظہار سے مقصد کیا تھا کیا وہ برگزیدہ اور عالی صفات ہستی محض ذاتی و ظاہری فوقیت فضیلت کی خاطر اتنا بڑا لفظ فرما سکتی تھی جسکا

نتیجہ یہ ہے کہ خلقت میں تفضیلات کی ایک بے نتیجہ بحث پیدا ہو گئی ہے۔ اصل میں حضور نے جو طریق سنت و صراط
مستقیم کے سب سے بڑے قدم پر تھے انکی طرف اس ارشاد میں ایک معنوی اشارہ فرمایا تھا کہ میرے نشان قدم پر
سب ولیوں کی گردن جھکی ہوئی ہے یعنی جس راہ حق پر میرا قدم چل رہا ہے وہ ایسا راستہ ہے کہ ہر ولی اللہ کے لئے اسپر چلنا ہوگا
گویا حضور غوث پاک کا قدم اولیاء اللہ کی رفتار سلوک کیلئے ایک منارہ روشنی ہے جیسے سمندر میں جہازوں کی ہدایت کے
واسطے روشنی کے منارے بنے ہوئے ہوتے ہیں جنسے جہازوں کو راستہ کا رخ معلوم ہوتا ہے اور وہ مخدوش و خطرناک مقاموں
سے بچکر نکلتے ہیں اسی طرح حضور غوث پاک کا وجود عالی بھی ہے۔ اسلام کے لغوی معنے گردن نہادن کے ہیں یعنی کسی چیز کے
سامنے سر جھکانے اور اطاعت کے جذبہ سے متاثر ہو کر گردن خم کر دینے کو اسلام کہتے ہیں حضور غوث پاک نے قدمی
ہذہ کہکر اشارہ فرمایا کہ میں جس رستہ پر قدم رکھتا ہوا چل رہا ہوں وہی اسلام کا سیدھا طریق ہے اور جو خدا تعالے
کے ولی ہیں وہ اس قدم کے آگے گردن خم کر کے سچے مسلمان بنتے ہیں۔ رقبہ (گردن) کا لفظ استعمال فرمانا صاف طور سے
اسپر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد اسلامی شان ہے اور اسلام ہی وہ حقیقت خاص ہے جسکی تعمیل انسان کو ولی اللہ بنا دیتی
ہے جب ہی تو حضور نے رقبہ اور قدم کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے یہ جملہ بالکل کھلی ہوئی
دلیل اسکی ہے کہ سنت اسلامی کا سب سے بڑا سالک جس مقام پر قدم رکھ رہا ہے اسکے آگے گردن جھکانا اولیاء الٰہی کا فرض عام ہے
پس قدمی ہذہ کے ارشاد میں کسی بزرگ کی توہین مقصود نہ تھی اسکا مطلب نہ تھا کہ میرے قدم کے نیچے تمام اولیاء
اللہ ذلت سے گردن جھکائے پڑے ہیں اور میری شان ایسی ہے کہ میں اولیاء اللہ کی گردنوں پر اپنا پاؤں رکھتا ہوں۔
حضور غوث پاک جیسے محبوب حق اور واصل ذات سبحانی کی شان یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کسی ناچیز بات فضیلت کی بھی تمنا میں
فرمائیں اور اپنی ہستی کو سب سے اونچا اور برتر ثابت کریں کیا اولیاء حق کی نسبت سر سے یہ فقرہ استعمال کر کے یقیناً اسکا
مطلب تو یہی تھا جو میں نے عرض کیا یا اور کوئی حقیقت بعنوان رمز معنوی اسکے اندر ہے جسکو ہم آلودگان خواہشات نفسانی
اور محجوبان حجاب دنیوی سمجھ نہیں سکتے لہذا ہمپر فرض ہے کہ اس ارشاد عالی کو ایسے مواقع میں استعمال نہ کریں جس سے
کسی ولی الحق کی تنقیص یا توہین ہوتی ہو یا کسی سلسلہ والے کو اپنے شیوخ کی بے حرمتی کا خیال اس فقرہ سے آنے لگے
سب اولیاء اللہ کنفس واحدۃ تھے یعنی ان سب کی حقیقت ایک تھی بیشک خدا تعالیٰ نے انکے جدا جدا درجے
قائم کئے ہیں مگر ان مدارج و مراتب کو وہی اچھی طرح جانتا ہے جو ان فضائل کا عطا کرنیوالا ہے ہم تو آنکھوں سے
اندھے ہستی کی ڈھیر پائمال تھا انکو کیا خاک سمجھ سکیں گے

حسن نظامی ۲۲ ربیع الاول [illegible]

محفل شریف کا آغاز

حمد وحدت کے عطریات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

گل ریز ثنا ہے شاخ خامہ
فردوس بنا ہوا ہے نامہ

نازل ہیں وہ نور کے مضامین
یاد آتے ہیں طور کے مضامین

توحید کے لطف پا رہا ہوں
وحدت کے مزے اڑا رہا ہوں

دل ایک ہے۔ دل کا مدعا ایک
ایمان ہے میرا کہ ہے خدا ایک

پھولوں کی مہک، یہ ایسی؟
شمعوں کی جھلک، یہ ایسی؟

زلفوں کی لٹک، یہ ایسی؟
مکھڑے کی چمک، یہ ایسی؟

نظروں کی جھپک، یہ ایسی؟
قسمت کی کمک، یہ ایسی؟

آہوں کی کھٹک پھر کیسی؟
اُف اُف کی کسک کیوں ویسی؟

منزلِ حق کا نگار خانہ ہے۔ نہ رزم ہے نہ بزم ہے مستوں کا میخانہ ہے۔
باطن صاف، ظاہر صاف، مکین صاف، مکان صاف، عدم کل صاف، وجود کا اول آخر صاف، وجوب کا امکان صاف، امکان کا وجوب صاف، مومن کا میم صاف کافر کا کاف صاف، جب ہوا یہ وحدت کا تجلی خانہ صاف،

پھول گل کھلاتے تھے مٹی کے وطن میں پا بہ گل کھڑے اتراتے تھے آج ٹوٹکر آئے ہیں۔ کثرت کے گلدانوں میں چوٹی تک لبریز بھرواتے ہیں۔ اجنبی صورتونکو دیکھ دیکھ کر شرمائے جاتے ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہی کون دیکھتا ہے؟ بزم نمود کی اکیلی رات ہے۔

اگرسوز۔ آگ کا گھر۔ دھوئیں کے غبارے اُڑاتا ہے۔ کون جلتا ہے کسکو جلاتا ہے۔ بچارے لوبان کا نام ہے۔ خوشبودار دھوئیں کی شہرت عام ہے حقیقت میں یہ کہاں۔ وہاں تو قرب و بعد کے سوز و ساز کا مقام ہے۔ جلنے اور چپ رہنے کا دھواں دھار کلام ہے۔

چراغستان۔ مومی و فرنگی۔ یک رنگی و ہفت رنگی۔ استادہ و آویزاں ہر حال میں دلدادہ و سر دادہ در آتش فروزاں۔ چپ چاپ شعلہ ساکت و گویا کی دید میں نگران و حیران۔

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے ۔۔۔ اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا
مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے ۔۔۔ دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

محفل کثرت ہوش ربائی کا طلسم خانہ ہے۔ ہر مورت ہر صورت ہستی موہوم۔ کہنے کو موجود۔ نمائش میں بود۔ پر نظر فہم کی دید میں تصاویر برق کی طرح محض سایہ پلک مارتے موجود اور آنکھ جھپکاتے نابود۔ عکس کے تماشہ پرستوں کیلئے سب کچھ۔ اصل کے دیدار بازوں کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں۔

پہلا الف خالی تھا۔ مفرد کہلاتا تھا۔ عدد کے نتائج مانگنے والونکو ایک کا ایک ہی ایک پیام بھجواتا تھا۔ مگر جب کثرت کی ترنگ جی میں آئی تو تصور کن سے ایک ۱ والف بصورت ظل و عکس برابر کھڑا نظر آیا۔ پوچھا تم بھی الف ہو؟ جواب دیا۔ توبہ توبہ یہ کہنا شرک ہے۔ میں اسکی حقیقت کا فانی مجاز ہوں۔ وہ اصل باقی ہے۔ میں

عارضی امتیاز ہوں۔

گیارھویں کی محفل عالمِ ناسوت میں سجائی تھی۔ احد و احمد کے دو الفوں کی یکجائی دکھائی تھی۔ علمِ اعداد میں بصورت

۱۱

دو کشیدہ قامت الف کھڑے نظر آئے۔ لوگوں نے کہا گیارہ ہیں۔ گیارہ ہیں۔ ہاتف نے پکارا نہیں۔ الف احد ہے اور الف احمد ہے۔ ان دو کے راز و نیاز قاب قوسین ہیں۔ او ادنیٰ ہیں۔ ان دونوں کا حجابیہ میم مدّت سے ذوقِ عرفان کو گرماتا تھا۔ آج کھلا کہ احد و احمد کے میم سے مراد کچھ اور ہے۔ دونوں الف گیارہ کا عدد بن کر کاشفِ راز ہوئے کہ اسرار ہیں گیارھویں والے محی الدین مستور ہیں جب ہی تو اس میم کے چرچے گھر گھر مشہور ہیں۔

قُلْ نے کہا ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ دل نے جواب دیا اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ قُلْ اور ھو آمنے سامنے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی شان دکھانے لگے تو اسرار و رموز کے کان کھڑے ہوئے۔ ھو اور قل کا تقرب دیکھا نہ گیا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہاں ہو۔ کیونکر ہو۔ جواب ملا قل۔ ھو ہے۔ اور ھو قل۔ نہ او بجز است نہ ایں غیر است۔ جواب کچھ پیچیدہ تھا ذہن میں نہ آیا تو ھو نے دہن لقا سے تشریح فرمائی اور علم اعداد کی کتاب سامنے بڑھائی (ھ) کے عدد پانچ نکلے اور (و) کے عدد چھ۔ دونوں کو ملایا تو گیارہ کا نمبر ہاتھ آیا تب معلوم ہوا کہ ھو کا مقام گیارھویں کی پیشانی پر مسطور ہے جب ہی تو سورۂ اخلاص علم بردارِ وحدت ربّ غیور ہے ✦

ہمیں تو جان سے پیاری ہے گیارھویں تاریخ
عدد کئے دل کو کنتاری ہے گیارھویں تاریخ

دلوں کے میل دُھلے گُل کھلے سرور ملے
عجیب چشمۂ جاری ہے گیارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اُتاری ہے گیارھویں تاریخ

کہ اپنی روح میں ساری ہو گیارہویں تاریخ	خدا کے فضل سے ایمان ہیں اس اہم پورے
بہار فضل بہاری ہو گیارہویں تاریخ	اسی نے موسم گل کو کیا ہے موسم گل

حسن علامت اعداد سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہو گیارہویں تاریخ

دین کی عین حیات

اس میم کا کرشمہ اسم محمدؐ میں بھی قابل غور ہو کہ عدد وحدت میں دو میموں کا کیا طور ہے۔ ذات یکتا کی نشان دو میم کی آنکھوں سے دیکھو تو محمدؐ نظر آئیگا۔ اس میں ایک میم محی الدین کی حقیقت ہو اور دوسرا میم معین الدینؒ کا اشارہ کرتا ہے۔ ایک بغداد میں۔ دوسرا اجمیر میں۔ پہلی حقیقت کا میم جدا کر کے سوچو تو حیات دین نظر آئے گی دوسرے اسم کا میم الگ ہٹاؤ تو عین الدین کا جلوہ سامنے آجائیگا۔ اور ثابت ہو گا یہ دونوں مل کر دین کی عین حیات ہیں اور ذات محمدیہ کے دونوں میموں کا اشارہ انہیں صفات عالیہ کی جانب تھا۔ ان ہی دو ہستیوں سے اس عالم کون میں حیات عین الدین کا ظہور ہے۔

حضور غوث پاکؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

گفتا گر کیست محی ؟ گفتم ہانکہ دانی گفتا نشاں چہ داری ؟ گفتم کہ صد علامت

حضور خواجہ اجمیریؒ کا ارشاد ہے۔

[۲] اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا

ہے جلال خدا جلال حضور	مرحبا عزت و کمال حضور
دل میں ہے جلوۂ جمال حضور	دشت ایمن ہی سینۂ مومن

[۱] دیوان حضرت غوث پاک صفحہ ۱۲۱ [۲] دیوان حضرت خواجہ اجمیری صفحہ ۴۔

جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر	ہر نظر میں ہے وہ مثال حضور
حال سے کشف راز قال نہ ہو	قال سے کیا عیاں ہو حال حضور

ہے مس قلب کے لئے اکسیر
اے حسن خاک پائے عالی حضور

محبوب کی شان

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی   کہ بر قدش درست آمد لباس حب سبحانی

حب و محب و محبوب۔ طلب و طالب و مطلوب عشق و عاشق و معشوق تین حالتیں ہیں۔ تین کیفیتیں ایسی ہیں جن پر اس عالم کون و مکان و امکان کی زیست و ذوق حرکت کا دار و مدار ہے جب طلب عشق کا راز کھل جائے تو محب محبوب کی حقیقت خود بخود نمایاں ہو جاتی ہے اور کوئی دشواری اس سر اعظم کی فہم میں باقی نہیں رہتی۔ انگریزوں کا سب سے بڑا شاعر اور محقق شکسپیر خدا محبت کی وادی میں ایسا سرگرداں ہوا کہ بے اختیار بول اٹھا۔ خدا محبت ہے اور محبت خدا نہ خدا کا بھید کھل سکا نہ محبت کا راز سمجھ میں آیا۔

باعث کائنات سرور دارین ولی الثقلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات ثلثہ کا مظہر کامل بنکر آئے اور دنیا کو دکھا دیا۔ سمجھا دیا۔ کہ یہ محبت ہے یہ محب ہے۔ یہ محبوب ہے۔ اور قرآن مجید نے اسکی یوں تصدیق فرمائی ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

اے محمد کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت قائم کرنیکے خواستگار ہو تو میری اطاعت کرو خدا تم سے محبت کرنے لگے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

(جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں خدا ان سے محبت کرنے لگتا ہے)

پس جو شخص طالب خدا ہے جسکو ذات الٰہی کی حقیقت معلوم کرنیکا شوق ہے اُسکو خدا کے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہیے سب کچھ معلوم ہو جائیگا سب کچھ کھل جائیگا۔ کوئی گرہ لگی نہ رہے گی۔

اسی آفتاب محبت کی شعاع جگر گوشہ رسول فرزند حسنی ملول حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی ہیں پیکر امکان ہیں۔ مگر حقیقت میں ظل لامکانی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت اطاعت رسول کے ماتحت اور اطاعت رسول غوث الاعظم جیسے سالکین مسالک رسول سے میسر آتی ہے جس نے انکو چاہا اُس نے رسول کو چاہا۔ اور جو رسول کا محب بنگیا اُس نے خدا کی محبت حاصل کرلی اور پھر اس محبت کے طفیل ان تمام اسرار و رموز تک پہنچگیا جنکی عقدہ کشائی کیلئے عقلیں حیران و پریشان تھیں۔

تحقیق محبت

بعض نے فرمایا۔ اپنے پاس کی ہر چیز پر محبوب کو ترجیح دینا محبت ہے۔ ایک ارشاد ہے محب کا اپنی صفات کو گم کرکے ذات محبوب بن جانا محبت ہے۔ دوسرے صاحب فرماتے ہیں۔ ارادۂ خدا کے ساتھ دل کو موافق بنانیکا نام محبت ہے۔ حضرت بایزید بسطامی کے فرمان کے بموجب محبت یہ ہے کہ محب اپنی زیادہ خدمت کو تھوڑا جانے اور محبوب کی کم عطا کو زیادہ سمجھے۔ حضرت شبلی رح نے فرمایا۔ اطاعت کو لازم و فرض سمجھنا اور نافرمانی سے دور رہنا محبت ہے دوسرے مقام پر ارشاد حضرت شبلی رح ہے۔ محبت کو محبت یوں کہتے ہیں کہ وہ سب کے

ل امام قیشری کے رسالہ میں یہ سب بیان ہے جو آثار فی الشیوخ فی المحبۃ مشائخ کے اقوال محبت کے بارے میں: کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔

دل سے محبوب کے سوا ہر شئے کو گم کر دیتی ہے۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا:-
محب کی صفات نابود ہو کر محبوب کی صفات اُن کے بدلے قائم ہو جائیں یہ محبت ہی ہے۔ حضرت ابو علی دقاقؒ نے فرمایا۔ مقام محبت لذت ہی اور باقی مقامات دہشت ہیں۔

عبد معبود کی محبت

معبودؐ کی محبت بندہ کے ساتھ ایک احسان خصوصی اور عطا خصوصی ہے جس کے ذریعہ سے بندہ اس کا تقرب خاص حاصل کرتا ہے۔

اور بندہ کی محبت معبود کے ساتھ یہ ہے کہ تسلیم و رضا پر قربان ہو اور اس کے ذکر میں ہر دم کی مصروفیت کو باعث تسکین و قرار سمجھے۔

شیخ عبدالکریم جیلی کتاب انسان کامل میں لکھتے ہیں:-

محبت کی تین قسمیں ہیں۔ ایک فعلیہ۔ دوسرے صفاتیہ تیسرے ذاتیہ۔ پہلی محبت عوام کی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کے سبب اس سے محبت کیجائے تاکہ وہ اپنے احسانات کو اور زیادہ کرے اور دوسری محبت خواص کی ہے جو اس کے جلال و جمال کی طلب میں بغیر خواہش کشف نقاب اور دوری حجاب کے اس سے محبت کرتے ہیں۔ تیسری محبت خاص الخاص ہے جو یہ ہی کہ محب اپنی ذات میں محبوب کے انوار کو اتنا جمائے کہ جلوہ محبوب کا خود سراپا بن جائے جیسے کہ روح جسم کا سراپا بن جاتی ہے۔

یہ تیسری محبت مقربین کی ہی کہ یہ لوگ خودی میں فانی اور خدا میں باقی ہوتے ہیں۔ انہی حضرات کی جانب اس حدیث شریف میں اشارہ ہی۔

لہ رسالہ قشیریہ ہو محبۃ الحق سبحانہ للعبد۔

الا[۱] انبئکم بخیارکم؟ قالوا بلی یا رسول اللہ صلعم قال خیارکم الذین اذا رؤا ذکر اللہ۔

حضور سرور کائنات صلعم نے اصحاب سے پوچھا تم میں سب سے اچھے آدمی کون ہیں ان کا حال نہ بتادوں۔ عرض کیا گیا ضرور بتائیے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھتے ہی خدا یاد آجائے۔

محض دیکھنے سے خدا یاد آجائے یہ محال ہے جبتک کہ اس وجود میں کوئی ایسی بات موجود نہ ہو جس سے خدا کی یاد ہوتی ہے ورنہ اجسام خاکی میں یہ صلاحیت کہاں تو معلوم ہوا کہ جن کے وجود خودی میں فانی اور خدا میں باقی ہیں وہی اس بشارت عظمیٰ کے حقیقی مستحق ہیں۔

اور یہی وہ لوگ ہیں جن پر محبوب حق کا لفظ صادق آتا ہے۔ من تو شدم تو من شدی کے یہی معنی ہیں۔ خود حضور محبوب سبحانی نے فرمایا ہے:۔

"وا[۲] آدمی قدر میں محبوب کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ علم الٰہی کے سمندر کی موجیں اسکو کبھی اوپر لاتی ہیں کبھی نیچے لیجاتی ہیں (دیکھنے میں حاضر مگر حقیقت میں) وہ غائب ہے نہ اس میں ایسی عقل ہے۔ نہ بصارت ہے۔ نہ سماعت ہے۔ جو غیر حق کو سمجھے غیر حق کو دیکھے۔ غیر حق کو سنے۔ وہ سراپردہ قرب الٰہی کے اندر رہتا ہے۔ لیکن جب مشیت چاہتی ہے یہ میدان حکم میں آتا ہے۔ صحن میں نکلکر معاملات خلق میں مصروف ہوتا ہے۔ خلق اور حق کے مابین وسیلہ و ذریعہ بنتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ محبوب کی کچھ اور شان بھی ہے جو ناگفتنی ہے۔

اٰمنّا۔ یہ حضور نے خود اپنی شان مبارک کے اسرار ارشاد فرمائے ہیں۔ صدّقنا

[۱] یہ حدیث مشکوۃ شریف میں بحوالہ ابن ماجہ و بروایت اسماء بنت زید رضی واردہے۔

[۲] مجالس ستین المحبوب لا وجود لہٗ۔

جو تشریح سرکار اقدس نے وجود محب و محبوب کی فرمائی اور جو کارسازیاں عالم خلق اور عالم مثال کے اندر اپنے توسل سے ظاہر کیں وہ سورج کی طرح ذرا شاذ سے آج کے دن تک نظر آرہی ہیں۔

مگر شوریدہ سر عشاق کو تو وہ شان دیکھنی ہے ان کو تو اس راز کے پردہ اٹھانے کی تمنا ہے جس کو "ولکن من الحال مایکتم" (کچھ اور حال بھی ہیں جن پر عالم پوشیدگی طاری ہے) فرمایا طلبگاروں کو تڑپا دیا جن کو گفت کے دہن مبارک میں دکھا کر شنید پر مہر لگادی گئی۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
خلقت کو ترا طالب دیدار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

انوار تجلی سے "وہ کچھ" حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
ہر ذرہ کو خورشید پر انوار بنایا

اُن کے لب رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسن لعل پر انوار بنایا

میدان خلق میں ظہور

جب ذات وحدت مآب کو اپنے سرور ابدی اور سر معنوی کا ظہور میدان معاملات اور صحن مساویات اور دنیائے اسباب میں ظہور منظور ہوا اور احوال خلق کی الجھن ایک عبد محبوب کے ہاتھوں سلجھانی مدنظر ہوئی اور خلق حق کے درمیان ایک ذریعہ اور وسیلہ کارسازی قدرت بدست بشریت بنانا زیر مشیت آیا تو قصبہ گیلان واقع ملک ایران میں محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں بصورت مثال تولد ہوئے۔

تولد ہوئے قبلۂ چرخ و زمین!	تولد ہوئے غوث دنیا و دین
تولد ہوئے افسر افسراں!	تولد ہوئے خسروِ خسرواں
تولد ہوئے وہ امام الہدیٰ	تولد ہوئے شاہ خاص وگدا
تولد ہوئے لختِ قلبِ حسینؓ	تولد حسن کے ہوئے نورِ عین

تولد ہوئے غوثِ عالی مقام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

وقتِ ولادت باسعادت حضور کی والدہ ماجدہؓ کا سن مبارک ساٹھ برس کا تھا اور یہ پہلی کرامت اُس ذاتِ عالی کی قدرت نے اسباب پرستوں اور عقل کے گرفتاروں کو دکھائی تھی کہ جس عمر کو اولاد سے مایوس ہونیوالا کہا جاتا ہے خدا تعالےٰ اس میں بھی ایک ایسے دل و دماغ کا بچہ پیدا کر سکتا ہے جو دنیا بھر کے بچوں میں ممتاز ہو اور اسکی ذہنی اور دماغی قوت پر والدہ کی کمزوری کا مطلق اثر نہ پڑے۔

تمام تذکروں اور کتابوں کا اس معاملہ میں اتفاق ہے کہ حضور غوث پاکؓ کی والدہ کی عمر اس صاحبزادے کی تولید کے وقت ساٹھ برس کی تھی اور اس میں کسیکو بھی شک نہیں ہے۔ تو اب سوائے کرشمۂ قدرت کے اس واقعۂ عجیب کو اور کس نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

مرد اگر زیادہ سن کا ہو تو اولاد کا ہونا محل تعجب نہیں۔ مگر عورت طبی محققین کے خیال میں ساٹھ برس کی ہو جائے تو اولاد پیدا کرنیکے قابل نہیں رہتی مگر خدا تعالیٰ نے اس مولود مسعود کی مثال سے دکھا دیا کہ ظنی اور قیاسی علوم کی بنا پر حقانی تذکروں سے انکار کرنا بڑی نادانی ہے۔

اطبا کا یہ خیال بھی ہے کہ جب والدین کمزور ہوں یا انمیں ایک ناتوان اور ضعیف القویٰ ہو تو بچہ لازمی طور سے کمزور و ناتوان پیدا ہوا کرتا ہے جسمانی

حالت تدابیر ظاہر سے درست ہو جائے مگر اس بچّہ کی دماغی اور ذہنی قوت ویسی مضبوط نہیں ہو سکتی جیسی نوجوان اور تندرست والدین کے بچّوں کی ہوا کرتی ہے۔

حضور غوث پاکؓ کی مثال سے ان ظاہر پرستوں کی بھی علانیہ تردید ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ باعتبار جسم ذرا نحیف تھے لیکن ان کی ذہنی دماغی وعلمی واحساسی قوتیں اس قدر زبردست تھیں کہ اس کی نظیر باوجود علم وعقل کے عام چرچوں کے اور باوجود اسکے کہ اس زمانہ میں بڑے بڑے نامور ذہین وطبّاع عالم موجود تھے ایک میں بھی نہ پائی گئی۔ نہ امرا میں نہ علما میں۔ نہ حکما میں نہ مشائخ میں۔

احترام ماہِ صیام

تمام کتابوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ حضور غوث پاکؓ کی شیر خوارگی کے زمانہ میں رمضان شریف آیا تو آپ نے دن کیوقت دودھ پینا چھوڑ دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ میں نے کئی بار کوشش کی مگر انھوں نے دنکو دودھ نہ پیا۔ یہاں تک کہ اس رمضان میں چاند کا اختلاف پڑا۔ بعض کہتے تھے عید کا چاند ہو گیا۔ بعض کہتے تھے نہیں ہوا تو میں نے شہادت دی کہ میرے بچّہ نے آج بھی دن کو دودھ نہیں پیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل چاند نہیں ہوا۔ کیونکہ اس بچہ نے بسبب حرمت صیام دن کو دودھ پینا ترک کر رکھا تھا۔ اور میں اوّل دن سے برابر اسکو دیکھ رہی ہوں۔

ممکن ہے کہ اس روایت پر ظاہر کی عقل والے کچھ تامل کریں اور کہیں کہ ہر مشہور ومقبول شخص کی نسبت جوش عقیدہ لوگ ایسی ہی روایتیں بنالیا کرتے ہیں۔

لیکن یہ واقعہ کچھ زیادہ خلاف عقل نہیں ہے۔ اعصاب کی حس کا جن فلاسفروں کو علم ہے وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ جو انسان اپنے اندر غیر معمولی قوت احساس اعصاب کی لاتا ہے وہ عالم طفلی سے ایسا حساس ہوتا ہے کہ اس میں اور بڑی عمر کے آدمیوں میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا۔

پس یہ دلیل ہے حضور غوث پاک رضؓ کے اعصابی حس کے زیادہ قوی ہونے کی قدرت نے انکے اعصاب میں ابتدا سے ایک ایسا ادراک و احساس پیدا کیا تھا کہ ماں کی گود میں انھوں نے محسوس کر لیا کہ میں جس گھر اور جس قوم میں پیدا ہوا ہوں وہ آج کل دن کو کھاتی پیتی نہیں۔ اسلئے مجھکو بھی غذا ترک کر دینی چاہیئے۔

اس بیان کو دوسرے الفاظ میں یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ حس معنوی اور ادراک لدنی اس مولود مسعود میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس نے گرد وپیش کے روزہ داروں کا اثر باوجود شیر خوارگی کے محسوس کیا اور اس حس نے قدرتاً وہ میلان کسی بچہ کے ارادہ پر پیدا کر دیا جو بڑی عمر میں بحالتِ صوم ہوا کرتا ہے یعنی وہ کھانے پینے سے اس لئے باز رہتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں اسکو جائز نہیں سمجھتے اور ان کا یہ عام ارادہ اتنا وسیع ہوتا ہے جس کو نادان بچے بھی قبول کر لیتے ہیں (چنانچہ روزہ کا شوق سب مسلمان بچوں میں از حد پایا جاتا ہے) لہذا حضور غوث پاک رضؓ کا ایّام صیام میں دودھ نہ پینا گرد وپیش کے حالات کے تاثر سے تھا۔ گو ان میں اسوقت (بحالت ظاہرہ) وہ عقل نہ تھی جو فہم نتائج سے کسی کسی بات کو قبول کیا کرتی ہے تاہم وہ مادّہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ جو حواس بیرونی کی لہروں کو اپنے اندر جذب کر لیا کرتا ہے۔

پس حضور کا دودھ نہ پینا اسی فلسفہ کے ماتحت سمجھنا چاہیئے۔

اب افسوس ہے

اُن لوگوں پر جو باوجود عقل و حواس رکھنے کے اور باوجود عاقل و بالغ ہونیکے اور باوجود طاقت قدرت ہونیکے روزے نہیں رکھتے۔ اور ان پر مسلمانوں کی جمہوری عبادت کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ یعنی جس عمل میں لاکھوں کروڑوں آدمی ایک وقت میں شریک ہوتے ہیں اس کا لازمی اثر یہ ہونا چاہیئے کہ ہر وہ شخص جو اس جماعت کا فرد ہو جس میں یہ عمل ہو رہا ہے خود بخود متاثر ہو کر اس عمل کا شریک ہو جائے اس لحاظ سے کوئی مسلمان ایام صیام میں (سوائے بیماروں اور مسافروں کے) روزہ سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بیشمار آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو نعمت صوم سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ان لوگوں کے اعصاب میں اور قوائے حاسہ میں اسلامی مذہبیت اسلامی قومیت کا اثر بالکل نہیں ہوتا۔ وہ مسلمانوں میں رہتے سہتے ہیں۔ مگر ان کے خیالات اسلام سے باہر اس درجہ محو و مصروف ہوتے ہیں کہ ان پر ایک جمود و سکوت کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کسی دینی و قومی تاثر کو محسوس و قبول کرنیکے قابل نہیں رہتے۔

حضور غوث پاکؓ کے اس حال میں موجودہ زمانہ کی اصلاح کیلئے ایک بڑا گہرا اور عظیم الشان اشارہ ہے۔ کہ ایک مسلمان وہ تھے جو شیر خوارگی میں بھی احترام صوم ملحوظ رکھکر دن کو ماں کا دودھ نہ پیتے تھے اور ایک مسلمان تم ہو کہ دن دھاڑے بازاروں میں پان کھاتے سگرٹ کے دھوئیں اُڑاتے پھرتے ہو۔

اسلامی فطرت پر دلالت

صحیح حدیث حضور سرور کائنات صلعم سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا

کہ ہر بچہّ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر اُس کے والدین اُس کو (کچھ سے کچھ) بنا دیتے ہیں۔

حضور غوث پاکؓ کے اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد رسالت مآب صلعم کا عملی ثبوت آپکی ذات عالی صفات میں نمایاں کر کے دکھا دیا۔ کہ فطرتاً آپ نے بڑی عمر کے مسلمانوں کی طرح روزہ کی عبادت ادا فرمائی۔

کی شہر صیام کی یہ توقیر	دن میں نہ حضور نے پیا شیر
گو عالم شیر خوارگی تھا	پر پاس شریعت نبی تھا
جب تک نہو پیرو شریعت	کیا جانے حقیقت طریقت
جو آپ ہی راہ گم کئے ہو	کیا راہ بتائے وہ کسی کو
خود گم سے کوئی پتہ نہ پوچھے	گمراہ سے راستہ نہ پوچھے
ہاں راہ حسن نبیؐ سے پوچھے	لاریب وہ جا ملے خدا سے
سرورؐ کی جو اقتدا نہ بھولا	وہ بھول کے راستہ نہ بھولا

الیّ یا مبارک

تحفہ قادریہ اور اخیار الاخیار میں حضرت سیّد عبدالرزاقؒ سے روایت ہے جو حضور غوث پاکؓ کے فرزند تھے۔ کہ خود حضور نے فرمایا۔ جب ہم بچےّ تھے تو بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتے اُس وقت ایک آواز آتی۔ الیّ یا مبارک۔ میری طرف آؤ اے مبارک۔ ہم یہ آواز سن کر ڈر جاتے اور بھاگ کر والدہ صاحبہ کی گود میں آن بیٹھتے کیونکہ آواز دینے والا کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ اب بھی وہ آواز آیا کرتی ہے۔ مگر اب وقت خاص اور خلوت کی حالت میں آتی ہے۔

طفلی میں جو چاہتا کبھی جی	اطفال میں ہوں شریک بازی
دیتا کوئی غیب سے یکایک	آواز آئی یا مبارک
سُنکر یہ صدا جو خوف آتا	میں گود میں والدہ کی جاتا
تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت	سُنتا ہوں اب اسکو وقت خلوت
کچھ تو نے سُنا حسن یہ کیا تھا	یہ کون اُنھیں بلا رہا تھا
ہاں کیوں نہوں وہ کمال محبوب	اللہ کو ہے جمالِ محبوب

جیلاں میں طلب کے ساتھ یہ کہ
معراج میں اُدْنُ یا محمدؐ

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ دنیا میں جو بچہ ہونیوالا ہوتا ہے اُسکے عہدِ طفلی میں اسی قسم کے حالات پیش آیا کرتے ہیں۔ حضور غوث پاکؓ کی ابتدا میں یہ صدا بازی طفلاں سے روکنے والی تھی۔ اور انتہا میں باعث تقرب ذات الٰہی خدا کے دوست محبوب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی طفلی میں بھی اسی کے قریب ایک واقعہ مذکور ہے۔ اُن کے والد ماجد حضرت خواجہ سید احمدؒ کا انتقال ہوگیا تھا اور یہ پانچ برس کے یتیم ہو والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ گھر میں بسر اوقات کیلئے کچھ اثاثہ نہ تھا۔ والدہ۔ بہن۔ خود۔ اور ایک لونڈی چار کھانیو الے تھے۔ والدہ سوت کات کر فروخت کرتیں تو گذارہ ہوتا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ سُوت فروخت نہ ہوتا یا اس کی آمدنی کفایت نہ کرتی تو فاقہ پیش آتا تھا۔ جس دن فاقہ ہوتا والدہ صاحبہ فرماتیں " بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں" اس فقرکو سُن کر یہ معصوم بچہ بہت خوش ہوتا اور بھوک کی شکایت اسکی زبان پر نہ آتی۔ بلکہ آرزومند رہتا کہ پھر فاقہ پیش آئے تاکہ اماں سے خدا کی مہمانی کا لفظ سنوں۔ چنانچہ اُنھوں نے خود فرمایا ہے کہ جب کبھی دو تین برابر روٹی ملتی رہتی تو دل میں ارمان ہوتا تھا کہ پھر فاقہ ہو اور اماں خدا کی

مہمانی کا ذکر کریں۔

بچپن میں تو خدا کی مہمانی کا محض لفظ باعث تسکین تھا لیکن یہ بنیاد ایسی پڑی تھی کہ بڑے ہوئے تو حقیقی ذوق مہمانی خدا کا حاصل کرنے لگے۔

حضور غوث پاکؓ کے اس واقعہ میں نصیحت ہے غلامان سلسلۂ غوثیہ کیلئے کہ وہ بھی اپنے بچوں کو کھیل کود کے وقت خدا کا نام یاد دلایا کریں۔ انکی شان تو یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی آواز غیب ان کو پکارتی تھی۔ ہماری حالت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی مادّی زبانوں سے اس ارشاد کی پیروی میں بچوں کو رغبت الی اللہ دلایا کریں تاکہ بڑے ہو کر وہ اصلی خدا پرست اور راغب الی الحق ثابت ہوں۔

محبوبیت کا پہلا ظہور

حضور غوث پاکؓ اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغرض تکمیل تعلیم بغداد تشریف لیجانے لگے تو والدہ ماجدہ نے چالیس اشرفیاں انکی صدری میں استر کے اندر چھپا کر سی دیں اور ان کو سچ بولنے کی نصیحت کر کے رخصت کر دیا۔ رستہ میں ڈاکہ پڑا۔ سارا قافلہ لٹ گیا۔ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں چالیس اشرفیاں ہیں جو صدری کے اندر سلی ہوئی ہیں۔ اس ڈاکو کو بہت تعجب ہوا کہ اس لڑکے نے مال کا اقرار کیوں کر لیا۔ چوروں سے تو ہر شخص دولت کو چھپایا کرتا ہے۔ وہ ڈاکو حضور کو اپنے سردار کے پاس لیگیا آپ نے سردار کے پوچھنے پر بھی اشرفیوں کا حال سچ سچ بیان کر دیا۔ سردار حیران ہو کر بولا۔ تمنے ہم لٹیروں کا خوف نہ رکھا۔ تم دیکھتے نہیں کہ ہم قزّاق ہیں اور جو مال ملتا ہے لوٹ لیتے ہیں۔ پھر تمنے ان اشرفیوں کا بھید مخفی کیوں نہ رکھا۔

حضور نے فرمایا والدہ صاحبہ نے چلتے وقت سچ بولنے کی نصیحت فرمائی تھی

میں مخفی کیسے رکھتا۔ یہ سنتے ہی ڈاکوؤں کا افسر رونے لگا۔ اور اس نے کہا کہ یہ لڑکا اپنی والدہ کے حکم پر اتنا چلتا ہے اور میں خدا کے حکم سے غافل ہوں۔ یہ کہکر اُس نے حضور کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹ کا سب مال قافلہ کو واپس کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی سب کے سب تائب ہو گئے۔ یہ پہلی توبہ تھی جو حضور کے ہاتھ پر ہوئی۔ مگر اصل میں یہ پہلا موقع تھا جس نے شان محبوبیت ظاہر کی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ رضؓ نے وضو کا مستعمل پانی لیکر اپنے بدن پر ملنا شروع کیا۔ حضور نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا گیا اللہ رسول کی محبت حاصل کرنیکے لئے اسپر ارشاد ہوا:۔

"تم میں جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا رسولؐ سے محبّت کرے۔ یا خدا رسول اس سے محبّت کرے تو چاہئیے کہ سچ بولا کرے۔ اور امانت داری شیوہ بنائے۔ اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچ بولنا مقام محبّت و مقام محبوبیت ہے۔ اور حضور غوث پاکؓ کی شان محبوبیت کا اس واقعہ میں سب سے پہلی مرتبہ اظہار ہوا۔ اور کلام رسالت مآب کی تصدیق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور غوث پاک رضؓ محبوب خدا تھے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور رسولِ خدا صلعم نے وضو کے تبرک کو زیادہ اہمیت نہ دی اور صداقت، امانت اور پڑوسی کی خدمت کے اعمال کو اس سے مقدم فرمایا۔ پس جو لوگ بزرگوں کے تبرکات حاصل کرنیکا تو زیادہ شوق رکھتے ہیں

؎ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ امام بیہقی و بروایت عبدالرحمٰن ابن ابی قراد رضؓ وارد ہے۔

مگر نہ سچ بولتے ہیں اور نہ خیانت سے ان کو احتیاط ہوتی ہے۔ پڑھو اس کا حق ملحوظ رکھتے ہیں۔ انکی حالت کس قدر قابلِ افسوس لائق اصلاح ہے۔

خیال کرنے کی بات ہے۔ سفر کا زمانہ منزل دور نا تجربہ کاری کی عمر۔ لوٹ کا خطرہ بالکل عیاں۔ مگر شانِ محبوبیت کا یہ جلوہ ہے کہ جھوٹ زبان پر نہیں آتا۔ لٹنا منظور سفر کی بے سرو سامانی گوارا۔ یہ پسند نہیں کہ جھوٹ منہ سے نکلے۔ خدا نے بھی اس میں اثر دیا۔ برسوں کے گمراہ جو قزاقی کو آبائی اور جائز پیشہ سمجھا کرتے ہیں آن کی آن میں زندگی بدلنے پر تیار ہو گئے۔ ایک نہیں سب نے توبہ کر لی۔

اے لوگو! تم بھی اپنے آقا کی تقلید اختیار کرو جھوٹ بولنا چھوڑ دو پھر دیکھنا کہ خدا تعالیٰ اس محبوب کے صدقہ میں تم پر بھی کیسے کیسے ابرِ رحمت برساتا ہے۔ قربان تجھ پر اے بغداد کے سچے مسافر۔ نثار تجھ پر اے سرکشوں کے فتح کرنے والے۔ تیری سخن راستی بازی پر ہم سراپا عصیاں لوگوں کی ہستیاں نچھاور ہو جائیں۔ تیری زندہ اور موجودہ تجلیات روحانی ہماری رہبر ہوں اور نفس و شیطان کے قزاقوں سے ہم کو بھی رہائی نصیب ہو۔ آمین۔

آقا میں بلا میں مبتلا ہوں	شیطان کے دام میں پھنسا ہوں
لٹتا ہے غریب آہ سرکار	درکار ہے اک نگاہ سرکار
مضطر ہے بہت غلام آقا	جنگل میں ہوئی ہے شام آقا
قطاعِ طریق ہیں مقابل	نزدیک ہے شام دور منزل

کیجئے مری سمت خوش خرامی
کہتے ہوئے الغیاث نظامی

مجاہدہ کا زمانہ

حضور اقدس بغداد میں تعلیم کی تکمیل فرما چکے تو عبادت و مجاہدات شروع کئے

اور ان میں بھی ایسی محنت کی کہ اپنے جدامجد حضور سرور دو عالم صلعم کی تقلید کا انتہائے شافہ کا حق ادا کر دیا۔

خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عراق کے جنگلوں میں ۲۵ برس تک اکیلا پھرتا رہا۔ رات دن یاد حق کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ سالہا سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ بیشمار راتیں آنکھوں میں گذر گئیں اور میں نے پلک سے پلک نہ جھپکنے دی۔ نیند کا غلبہ ہوتا تو ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور نفلوں میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتا۔ اور یہ تو برسوں ہوا ہے کہ میں نے رات کی نماز میں کھڑے کھڑے ایک قرآن ختم کیا۔ ایک دفعہ نیند نے بہت ستایا۔ دل نے کہا تھوڑی دیر آرام کر لو پھر تازہ دم ہو کر عبادت کرنا۔ مگر میں نے اسکی ذرا پرواہ نہ کی اور ایک لمحہ کیلئے بھی نہ سویا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سربلندی چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ راتوں کو جاگے۔ آجکل کے زمانہ والے کہتے ہیں کہ خوب سوؤ تاکہ تمکو سربلندی حاصل ہو۔ نتیجہ سب دیکھ رہے ہیں کہ نہ دین میں کسی کو اعلےٰ مراتب نصیب ہوتے ہیں نہ دنیا میں محنت سے راحت ہے مگر ہر وقت بغیر محنت کے راحت کا طلبگار ہے۔ ایسے فقیروں کو تلاش کرتا ہے جو پکی پکائی باطنی دولت ان کے منہ میں نوالہ کی طرح ڈالدیں۔ حالانکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کمانے کے علوم بھی برسوں کی محنت اور سالہا سال کی شب بیداریوں سے نصیب ہوتے ہیں۔ پھر یہ عقبیٰ اور آخرت اور کمالات روحانی کی دولت بے محنت کے کیونکر ہاتھ آسکتی ہے۔ مگر اسکو کوئی نہیں سمجھتا۔

دیکھو حضور غوث پاک کے حالات پر غور کرو کہ آج دنیا میں کیوں انکا ڈنکا بج رہا ہے۔ آج ہر شخص کی زبان پر ان کا ذکر خیر کس سبب سے ہے۔ کیا اللہ میاں نے

میٹھے ان کو یہ عظیم الشان نعمت دیدی تھی۔ بیشک وہ ازلی اور پیدائشی ولی تھے۔ مگر پھر بھی اُنہوں نے برسوں ریاضتیں اور شدید مشقتیں عبادت الٰہی کی برداشت کیں۔ اور جسمانی عیش کو ایک دم کیلئے بھی خاطر میں نہ لائے۔ جب مرتبۂ عالی ان کا ہوا۔ اور یہ درجۂ محبوبی پروردگار نے ان کو عطا فرمایا۔

حضور غوث پاکؓ خود فرماتے ہیں کہ میں نے رفتہ رفتہ مجاہدہ کی عادت ڈالی تھی پہلے ایک سال تو میں مدائن کے کھنڈرات میں مقیم رہا وہاں میری معاش یہ تھی کہ جنگل میں جو مباح پھل مل جاتا اُسکو کھالیتا۔ اور رات دن عبادت کرتا رہتا۔

ایک دفعہ سردی کا موسم تھا۔ سردی ایسی سخت تھی کہ میں برداشت نہ کرسکا اور مجبور ہو کر ایک پرانے ویران محل کے اندر چلا گیا تاکہ سردی سے جسم محفوظ ہو جائے اسی حالت میں مجھکو غسل کی ضرورت ہوئی تو باہر نکلا اور شط العرب (دریا) میں نہایا اتفاق کی بات اسی رات متعدد مرتبہ یہی حالت پیش آئی کہ جہاں ذرا آنکھ لگی اور نہانا ہو گیا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ بھی کاہلی نہ کی۔ اور ہر دفعہ بیدار ہو کر غسل کر کر لیا آخر پھر میں نے سونے کا خیال ہی چھوڑ دیا۔ اور نیند سے بچنے کیلئے محل کی چھت پر چڑھکر نماز شروع کر دی۔ گو سردی کے سبب یہ بات اُسوقت بہت ہی دشوار معلوم ہوتی تھی۔

اللہ اکبر! محبوب کردگار کی کیا جفاکشی اور مردانگی تھی۔ اور کیا پاکبازی تھی کہ ایک منٹ بھی بے غسل کے رہنا گوارا نہ کیا اور رات کیوقت ٹھنڈے پانی میں بار بار غسل فرماتے رہے۔

ایک وہ تھے۔ ایک آج کے درویش ہیں کہ صبح کی نماز بھی سردی کے ڈر سے قضا پڑھتے ہیں۔ اور غسل کی ضرورت ہو تو باوجود محفوظ جگہ اور گرم پانی میسر ہونیکے

فوراً نہانے کی جرأت نہیں کرتے۔

جب درویشوں اور مشائخ کا یہ حال ہو گیا ہے تو عام مسلمان کس شمار میں ہیں۔ ایسی حالتوں میں کیونکر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ انکو باطن کی وہ نعمتیں عطا فرمائے۔ جو مستعدی محنت اور ایسے مجاہدات پر منحصر ہیں جنکا ذکر اس تذکرہ محبوب میں تم نے سُنا۔ وہ خدا کا پیارا قطب ربانی غوث صمدانی رضؓ تو یہ مجاہدے کرے اور اس کے نام لینے والے صبح کی نماز بھی سردی کے خوف سے قضا کر جائیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں کئی سال کرخ کے ویران میدانوں میں رہا وہاں میری خوراک صحرائی کھجور تھی۔ اور لباس صوف کا ایک جبہ تھا جو کوئی نیک خیال شخص مجھکو لاکر اُڑھا دیتا تھا۔ میں ننگے پاؤں کانٹوں کے جنگل میں پھرتا تھا۔ میرے تلوے چھلنی ہو گئے تھے۔ وہ میری امنگوں اور ولولوں کا وقت تھا۔ جو شباب کا زمانہ مشہور ہے اور جس میں بہت سے لوگ خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ مگر میں اپنی ہر خواہش پر غالب تھا۔ میرے دل میں نہ اچھا کھانے کی آرزو ہوتی تھی نہ اچھا پہننے کی۔ نہ اچھے مکانوں میں رہنے کی۔ نہ دنیا کے عیش آرام کی۔ نہ عزت وجاہ کی۔ میرے جسم کا ہر جذبہ ایک ہی رُخ مصروف تھا۔ میرے وجود کی ہر خواہش ایک ہی سمت متوجہ تھی۔ میرے تصور اور خیال میں سوائے ایک چیز کے کسی دوسری شئے کا گذر نہ ہوتا تھا اور وہ "خدا تھا" اور اس کی جانب چلنے کا سلوک تھا۔ اور اس کی یاد سے کیف ذوق میسر آنے کی طلب تھی جو مجھے ملا۔[۱]

حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابو الفتح ہروی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت

---

[۱] یہ واقعات تحفہ قادریہ مولفہ حضرت شاہ ابو المعالی رح لاہوری۔ اخبار الاخیار مؤلفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلی۔ اور بہجۃ الاسرار مصنفہ حضرت شیخ علی شطنوفی رح سے ماخوذ ہیں۔ حسن نظامی

غوث پاکؓ کی خدمت میں چالیس سال رہا۔ حضور رات کے اوّل حصّہ میں نمازیں پڑھتے۔ درمیانی حصّہ میں ذکر کرتے۔ تیسرے حصّہ میں ایک قدم پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن فرماتے اور پھر ایک طویل سجدے میں چہرۂ مبارک زمین پر ملتے رہتے اور عجز و زاری سے دعائیں مانگتے۔ صبح جب ان کا رُخ منوّر دیکھا جاتا تو اس پر ایسا نور ہوتا تھا کہ نگاہ اس پر ٹھہرتی نہ تھی

دور ہے لیلائے شب کا آن گیا پھر رات ہے — عالم روشن سراسر پردۂ ظلمات ہے
ہے خموشی چار سو۔ کیا بات ہے۔ کیا بات ہے — حافظ و ناصر ہمیشہ اک خدا کی ذات ہے

مست و غافل ساری دنیا اس گھڑی ہے خواب میں
سر جھکائے بیٹھے ہیں قادر مگر محراب میں

کام ہے ان کو فقط تسبیح سے تہلیل سے — اور علوم باطنی کی بے بہا تحصیل سے
کیسی لذت پا رہے ہیں نفس کی تکمیل سے — دلکو روشن کر رہے ہیں عشق کی قندیل سے

بادۂ عرفاں سے وہ سرمست ہیں سرشار ہیں
یہ وہ پینے والے ہیں جو پی کے بھی ہشیار ہیں

بیخودی ہے کس قدر کیا لطف استغراق ہے — سامنے محراب کعبہ ہے حرم کا طاق ہے
ساغرِ جم کا دلِ قادر پہ اب اطلاق ہے — آنکھیں دونوں بند ہیں پیشِ نظر آفاق ہے

ظاہرا بیٹھے ہوئے ہیں وہ زمیں کے فرش پر
اور دل مرد خدا کا ہے خدا کے عرش پر

کیا مجال آ جائے اُنکے شغل میں کوئی خلل — یادِ حق سے کیا شگفتہ ہو گیا دل کا کنول
کیا جواب اس کا ملے ہے یہ مصلّا بیبدل — بیٹھ کر دیکھا ہے جس پہ شیخ نے حُسنِ ازل

اہلِ ظاہر کہہ رہے ہیں یہ بچھا تھا فرش پر
اہلِ باطن کہہ رہے ہیں اُڑ گیا تھا عرش پر

اُس عابد روشن چہرہ سے ایک خطاب

جو گھبراتا ہوں شامِ غم کے آثارِ پریشاں سے
تو یوں رو رو کے کہتا ہوں ہلالِ غوثِ نسیجاں سے
کہ اے روشن جبیں والے مجھے پاس آ کے تسکیں دے
جمالِ نازنیں والے اُتر آ چرخ گرداں سے
ٹپکتا ہے سکوں قادر ترے رخسارِ تاباں سے
گدازِ سوزِ غم کو لب تک آنے کی کہاں فرصت
کہ اب شعلے نکلتے ہیں مرے چاکِ گریباں سے
ہوا جاتا ہوں خاکستر مٹا جاتا ہوں دم بھر میں
مثالِ کاہ جل جل کر کہ ہے تقدیر جس کی میں
کوئی درماں چھڑک دے اپنے دستِ نور افشاں سے

خلوت ختم جلوت میں ظہور

عبادت و ریاضت اور مجاہدات کی مشقتوں اور صحرا نوردی کی خلوتوں میں بہت عرصہ گذر گیا تو ۱۶ شوال منگل کے دن ۵۲۱ھ ہجری کو حضور غوث پاکؓ نے حضور سرورِ دوجہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں لِمَ لا تتکلم؟ تم بات کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا۔ دادا جان! میں عجم کا رہنے والا ہوں۔ عرب کے فصحا کے سامنے کیونکر زبان کھول سکتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا منہ کھول۔ میں نے کھول دیا۔ آپ نے سات مرتبہ یہ آیت پڑھکر میرے حلق میں دم فرمائی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ ز بلا پروردگار کے رستہ کیطرف

حکمت کیساتھ اور اچھی نصیحت سے) اُسی دن ظہر کی نماز کے بعد میں منبر پر گیا اور چند کلمات وعظ کے کہے جن کو سُنکر سامعین وجد و حال میں آگئے اور پھر تو یہ عالم ہو گیا کہ سارے بغداد میں میرے وعظ کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

یارب آں ترک عجم طرفہ ملاحت دارد
چہ ملاحت چہ فصاحت چہ بلاغت دارد

در دمِ خندہ از نازو نمک می بارد
شورِ عالم ہمہ زاں شد کہ لطافت دارد

پیشِ او جملہ فصیحانِ عرب اعجمی اند
کہ بسے نازکی و لطف و فصاحت دارد

ہمہ شب سُرمہ ازاں دیدۂ من حیران است
کہ بر خسارِ تو لے ماہ شباہت دارد

غوثی بندہ شد آں دلبر گیلانی را
کہ فصاحت بلاحت لبساحت دارد

حضرت ابو عبداللہ عبدالوہابؓ حضور غوثِ پاکؓ کے صاحبزادے راوی ہیں کہ حضور ہفتے میں تین بار تقریر عام فرماتے تھے ایک مرتبہ جمعہ اور ہفتہ یا منگل کو اپنے مدرسے میں۔ اور ایک دفعہ اتوار کو رباط میں۔ ان کی مجلس وعظ میں علماءؒ فقہا و مشائخ کا بڑا ہجوم ہوتا تھا۔ چالیس برس تک آپنے دین کی یہ علمی و روحانی خدمت انجام دی چارسو ملفوظ نویس مجلس میں حاضر رہتے تھے جو حضور کا وعظ قلمبند کرتے جاتے تھے۔ شایقین کا اس قدر اژدحام ہوتا تھا کہ مجلس میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہتی تھی آخر مجبور ہو کر خلقت حضورؒ کی کرسی مبارک کو شہر کے باہر میدان میں لے جاتی اور پھر مشتاقوں کا وہ تانتا لگتا کہ سواریوں اور پیدل راستہ چلنے والوں سے سڑکیں بھر جاتیں۔ اخبار الاخیار میں ہے کہ بعض اوقات ستر ہزار آدمی تک مجلس حضور میں جمع ہو ہو گئے ہیں۔ سننے والوں پر تقریر کا ایسا اثر ہوتا تھا کہ سیکڑوں آدمی بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے سیکڑوں یہودی و عیسائی مسلمان ہو جاتے تھے۔ چنانچہ صرف مجالس وعظ میں پانسو یہودیوں و نصرانیوں کے اسلام

قبول کرنیکی روایتیں متعدد کتب میں موجود ہیں۔ اور ایک لاکھ فاسقوں کے توبہ کرنے اور پابند دین ہو جانیکا بیان بھی پایا جاتا ہے۔[1]

شیخ شریف حضرت ابو عبداللہ محمد بن ابو الغنائم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ۵۵۵ھ ہجری میں حاضر خدمت ہوئے تو دس ہزار اشخاص کا ہجوم آپ کا کلام سُن رہا تھا حضورؓ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "میں تمہارے واعظوں کی طرح نہیں ہوں میں خدا تعالیٰ کے حکم سے بات کہتا ہوں۔ اور باطن کی قوّتیں میرے کلام کیساتھ ہوتی ہیں۔

ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت ابو عبداللہ عبدالوہابؒ سیاحت ممالک اور حصول علوم و فنون کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو منبر سرکار پر وعظ کہنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا اجازت ہے۔ صاحبزادے صاحب کا بیان ہے کہ میں نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے اور کوئی دقیقہ مؤثر طرز نصائح کا باقی نہ رکھا خود سرکار باطن مدار بھی بزم میں جلوہ فرما تھے مگر میں دیکھتا تھا کہ حاضرین پر میری تقریر کا ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اہل مجلس کے غل و شور اور بے توجہی سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے بیان پر کچھ بھی متوجہ نہیں ہیں محفل کا یہ رنگ دیکھ کر میں منبر سے اُتر آیا تو سرکار اقدس منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے یہ جملے فرمائے۔

کل میں روزہ سے تھا۔ اُم یحییٰ نے کچھ انڈے بھون کر ایک کورے سکورے میں طاق پر رکھدیے تھے۔ ایک بلّی نے اس سکورے کو طاق سے نیچے پھینکدیا سکورا ٹوٹ گیا اور انڈے خاک مال ہو گئے۔

حضور اتنی ہی تقریر کرنے پائے تھے کہ مجلس میں ہر طرف سے ہو حق کے نعرے بلند ہونے لگے اور آن کی آن میں محفل گرما گئی۔

---

[1] اخبار الاخیار۔ تحفہ قادریہ۔ فوز المطالب۔ وغیرہ۔

خلوت میں حضور رض نے ارشاد فرمایا۔ میاں تمکو معلوم بھی ہی کہ تمہارے عالمانہ دعا قلندانہ وعظ کا اثر کیوں نہوا۔ اور میرے معمولی الفاظ نے یہ ہنگامہ کس وجہ سے پیدا کردیا۔ سنو تم کو اپنے سفر ظاہر پر ناز ہے۔ مگر تمنے عالم باطن کا سفر نہیں کیا میں جب کلام کرتا ہوں خدا تعالی تجلیاں اثر لیکر نمودار ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے۔ میں خودی گم کر کے کلام کرتا ہوں۔ اور تم خودی میں قائم ہو کر بولتے ہو۔

بیشک حضور رض نے سچ فرمایا۔ ظاہر میں انڈے خالی سکورے اور بلی کا بیان تھا ظرف گلی اور انڈے کی شکست و خرابی کا ذکر تھا مگر حقیقت میں وجود اور نفس و شیطان کے اشارات تھے۔ سمجھنے والے سمجھ گئے اور اثر ڈالنے والے نے اپنا کام دکھا دیا۔

آپ کے طرز بیان کے چند نمونے

(۱) ایک مرتبہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ ترجمہ لفظاً یہ ہی :-

اے طلبگار توبہ کر باسمِ خدا۔ معافی مانگ باسمِ خدا۔ اخلاص حاصل کر باسمِ خدا۔ ایک ہفتہ میں خدا تک جا۔ نہیں ہوسکتا تو ایک ماہ میں جا۔ نہیں ہوسکتا تو ایک سال میں جا۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو ساری عمر میں ایک دفعہ تو اُس تک جا اور لے۔ کہ اسی کے پاس کچھ ہے

(۲) رجز ناسوتی و ملکوتی کے طور پر ایک بار ارشاد ہوا:-

میں کہ میری تلوار مشہور ہے۔ میری کمان کھنچی ہوئی ہے۔ میرا تیر سینہ شگاف ہے۔ میرا نیزہ نشانہ باز ہے۔ میں محفوظ ہوں میں ہی ملحوظ ہوں۔ روزہ دارو آؤ۔ شب بیدارو آؤ۔ پہاڑوں کے عبادت گزارو آؤ۔ خانقاہ نشینو آؤ۔ خدا کے کام کیلئے میرے پاس آؤ۔ کہ میں اسی کے امر سے تم کو بلاتا ہوں۔

میرے فیض کا دریا بیکنار ہے۔ عزت رب کی قسم۔ اچھے بُرے سب میرے

سامنے ہیں میری نگاہیں لوحِ محفوظ پر ہیں۔ میں دریائے علم و مشاہدۂ الٰہی کا تیراک ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی حجت ہوں۔ میں نائب وارثِ رسول اللہ صلعم ہوں

(۳) وصال کے وقت فرماتے تھے۔ مجھ میں تم میں کیا نسبت۔ وہی جو زمین آسمان میں ہے۔ امورِ خلق سے اونچا ہوں۔ عقولِ انسانی سے بالا ہوں۔ میں وہ ہوں جنکو قرآن و اعلم ما لا تعلمون فرمایا ہے مجھی کو حکم دیا جاتا تھا کہ عبد القادر بول وہ سنایا جائیگا۔ کہا اور پی اور کہہ۔ میں وہی کہتا ہوں جس کا حکم خدا نے دیا ہے۔ مجھے خدا تمہارے ظاہر و باطن کو دکھاتا ہے میں تمکو شیشوں کیطرح اندر باہر سے دیکھتا ہوں۔

علوم ظاہر کے درس اور فتوے

شروع میں اشارۃً بتایا گیا تھا کہ مجاہدات سے پہلے آپ نے بغداد میں اقامت فرما کر تمام علوم ظاہری کی تحصیل فرمائی تھی اور جب مجاہدوں سے فراغت ہوئی تو تلقین باطن کیساتھ وعظ و نصیحت اور درس و تدریس و فتاوے کے ذریعہ بھی خدمت خلق ادا کی جاتی تھی۔

آپکے صاحبزادے حضرت عبد الوہاب رضؓ سے روایت ہے کہ حضور نے ۵۲۸ھ ہجری سے لیکر ۵۶۱ھ تک یعنی ۳۳ برس علم ظاہر کے درس اور فتوٰی و وہی کا شغل جاری رکھا۔ مدرسہ میں تفسیر و حدیث اوّل وقت۔ قرآن شریف بعد ظہر اور فقہ و اصول اور نحو وغیرہ دن کے باقی حصوں میں خود پڑھاتے تھے۔

مسائل پر اتنا عبور تھا کہ فتوی لکھتے وقت کتاب نہ دیکھتے۔ نہ کچھ سوچتے قلم برداشتہ جواب لکھ لیتے اور تمام عراق کے علما میں اُس جواب کو درست اور صحیح مانا جاتا۔ آپ حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل کی موافق فتوے کا جواب تحریر فرماتے۔

ایک عجیب فتوے

ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں ہفتہ بھر تک ایسی عبادت نہ کروں

جو اس ہفتہ میں دنیا کے کسی مسلمان نے نہ کی ہو تو میری بیوی کو تین طلاق
عراق کے تمام علمار اس عجیب سوال کے جواب میں حیران تھے اور ان کو
کوئی ایسی عبادت معلوم نہ ہوئی تھی جو کسی نہ کسی وقت میں مسلمانانِ عالم
کے زیرِ عمل نہ ہو۔ حضورؓ کو حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا۔ اس کے لئے حرم
کعبہ میں انتظام کرو کہ ہفتہ بھر تک کوئی مسلمان کعبہ کا طواف نہ کرنے پائے
اور پھر اس شخص سے کہو کہ تنہا سات دن تک طواف کرتا رہے۔ اس کی
عبادت مخصوص ہو جائیگی۔ اور دنیا میں کوئی مسلمان اس کا شریک عبادت
نہ ملے گا۔ جس سے اس کی بیوی طلاق سے محفوظ رہے گی۔

نمک چیں ہے جہاں سارا تری خوانِ تکلّم پر — در خوش آب ہیں جو بلبلے ہیں تیرے قلزم پر
مئے تسنیم ہے قربان ترے میخانہ کے خم پر — تری تشبیہ کا احساس مسلم چشم مردم پر

عجب انداز خوش گوئی عجب شیریں بیانی ہے
خدا شاہد کہ تو دارائے اقلیم معانی ہے

کلیم طور انوارِ حقیقت ہے زباں تیری — رواں ہے آب کوثر کی طرح طبع رواں تیری
سویدائے دلِ عالم ہے تاثیر بیاں تیری — حدیثِ عقلِ کل کی ترجماں ہے داستاں تیری

بھری ہے عبرت آموزی تیرے دلکش بیانوں میں
قیامت کی ملاحت ہے تیرے شیریں فسانوں میں

ترے پردے میں ہے گویا سخن سنج ازل گویا — مگر ہے منظر الہام آئینہ ترے دل کا
ہوئے ہیں تجھ سے بھی لمعاتِ انوارِ ازل پیدا — وجود پاک تیرا مظہر اسرار قدرت تھا

چساں بر عرش مدح تو رسد بے بال و پر عرشی
چگونہ زیں چنیں بحرے بروں آرد گہر عرشی

جسم ظاہر اور اس کا لباس

شیخ ابو سعید اور شیخ ابو محمد عبداللہؒ سے روایت ہے کہ حضور غوث پاکؓ کا جسم شریف دُبلا، قد درمیانہ، اور رنگ گندم گوں، سینہ چوڑا، داڑھی لمبی اور گنجان ابرو باہم ملے ہوئے اور آواز بھاری تھی۔ جب وقت کلام فرماتے تھے۔ مجلس گونج جاتی تھی۔ آواز میں ایک قدرتی رعب ایسا تھا کہ جہاں آپنے گفتگو شروع کی یا مجمع عام میں کچھ ارشاد فرمایا تمام سُننے والے اور مخاطب دم بخود ہوکر متوجہ ہوجاتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی جو کلام حضورؓ سے غیر ملتفت ہو۔

یہی حالت آنکھوں کی تھی کہ جس شخص کو یا جس ہجوم کو ایک بار نظر اُٹھا کر دیکھ لیتے وہ مطیع و غلام بن جاتا۔

طبیعت نفاست پسند اور مزاج از حد لطیف تھا۔ صفائی ستھرائی بہت مرغوب تھی۔ لباس بھی اعلےٰ درجہ کا شاندار استعمال فرماتے تھے۔ مگر خلاف شریعت نہیں۔ کیونکہ تمام کتابوں کا اتفاق ہے کہ آپکا لباس شریف عالمانہ ہوتا تھا۔ یعنی اُس وقت کے علماء جو لباس پہنتے تھے وہی وضع آپ کے لباس کی تھی فرق اتنا تھا کہ بیش قیمت سے بیش قیمت کپڑا (جس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہ ہو) آپ کیلئے خریدا جاتا تھا۔ چنانچہ بغداد کے ایک مشہور بزاز شیخ ابوالفضل احمد بن قاسم قرشی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورؓ غوث پاکؓ کا خادم میرے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے ایک ایسا بڑھیا کپڑا درکار ہے جس کے ایک گز کی قیمت ایک اشرفی ہو۔ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ میں نے پوچھا ایسا قیمتی کپڑا کس کے واسطے درکار ہے۔ خادم نے حضورؓ کا نام لیا۔ اُس وقت میرے دل میں خطرہ گزرا کہ جب فقراء ایسا قیمتی لباس

زیب تن کریں گے تو بادشاہِ وقت یعنی خلیفہ کونسا کپڑا پہنے گا۔ انہوں نے تو بادشاہ کیلئے کوئی کپڑا باقی ہی نہیں چھوڑا۔

کپڑا دینے کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو چونکہ آپ نے میرے خطرہ کو مکاشفہ سے معلوم کر لیا تھا۔ فرمانے لگے اے ابوالفضل مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم جب تک میرا معبود خود حکم نہیں دیتا میں کوئی قیمتی کپڑا نہیں پہنتا اس لباس کے متعلق بھی جس کا کپڑا تجھ سے منگایا تھا مجھکو یہ حکم ملا تھا (بحقی علیک البس قمیصا ذراعہ بدینار) تجھے میرے حق کی قسم ایک کرتا ایسے کپڑے کا پہن جس کی ایک گز کی قیمت ایک اشرفی ہو۔

اے ابوالفضل! یہ لباس نہیں ہے بلکہ میت کا کفن ہے۔ درویش (عالم سلوک میں) جب ہزار بار مر چکتا ہے تو اسکو ایک کفن عطا ہوتا ہے۔[1]

مارا کہ مردیم درغمش صد بار	جامہ ما ہمہ کفن باشد
در لباسم چہ میکنی انکار	کفن است و کفن حسن باشد

جسم باطن اور اس کا لباس

حضور کی خدمت میں ہدیٔ تحفے اور نذریں اس کثرت سے آتی تھیں کہ جسکا شمار نہیں ہوسکتا۔ مگر آپ خود ہاتھ نہ لگاتے۔ خلقت آپ ہی مصلے کے نیچے رکھدیتی۔ آپ خادم کو ارشاد فرماتے کہ لیجاؤ اور اس رقم کو نانبائی اور سبزی فروش کے حوالے کر دو۔

بادشاہوں اور دنیا کے حکام کی وقعت بحیثیت دنیا آپکی نگاہ میں مطلق نہ تھی۔ جو لوگ پروردگار کی عزت اور اسکے انعام و اکرام کے مقابلہ میں دنیا کے

[1] اخبار الاخیار۔ تحفہ قادریہ۔ بہجۃ الاسرار وغیرہم۔

بادشاہوں کی عزت اور انعام کو زیادہ سمجھتے ہیں انکی نصیحت و ہدایت کیلئے آپ کا طرز عمل یہ تھا کہ خلیفۂ وقت کے ہاں سے آپکے لئے خلعت اعزاز آتا تو آپ حکم دیتے کہ یہ ابوالفتح نان بائی کو روٹی کی قیمت کے عوض دیدو۔

اس میں ایک بڑا گہرا اشارہ تھا کہ انسان کو روٹی کی فکر کے سوا دنیاوی عزت کا خیال خام دل میں نہ رکھنا چاہیئے۔ بڑا خلعت یہ ہو کہ پیٹ بھر جائے اور بندہ اپنے خدا کی عبادت اطمینان قلب سے کر سکے۔ چار روٹیاں آپ کے لئے پکائی جاتی تھیں۔ تیسرے پہر سامنے آتیں تو آپ ایک ایک ٹکڑا توڑ کر پہلے تمام حاضرین کو تقسیم فرما دیتے۔ اور جو کچھ بچتا وہ خود تناول فرما لیتے۔ جو ہدیے آپکی خدمت میں پیش ہوتے آپ اُسی وقت حکم دیتے کہ ان کو حاضرین میں تقسیم کر دو۔ اور ہدیے لانے والوں کو اپنی طرف سے بطور انعام بھی کچھ علیحدہ مرحمت فرماتے اور یہ سنّت رسول اللہ صلعم کی تقلید تھی۔ آنحضرت صلعم کا عمل بھی یہی تھا اور آپ کا فرمان بھی ہے کہ جب تمہیں ہدیہ دیا جائے تو اس سے بہتر عوض دینے کی کوشش کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

شریف ابوعبداللہ محمد بن خضر کا بیان ہے کہ حضور غوث پاکؓ کسی امیر اور دولتمند کی تعظیم کو کھڑے نہوتے تھے اور نہ کسی امیر کے دروازہ پر جاتے تھے۔ نعم الامیر علی باب الفقیر۔ وبئس الفقیر علی باب الامیر۔ وہ امیر بہت اچھا ہے جو فقیر کے دروازہ پر جائے اور وہ فقیر بہت بُرا ہے جو امیر کے دروازہ پر دکھا جائے۔ یہ بزرگوں کا ایک مشہور مقولہ ہے حضورؓ اس ارشاد کا عملی نمونہ تھے۔ مگر آجکل فقرا کی حالت اس کے بالکل برعکس ہو گئی ہے۔ نواب صاحب رام پور کی نسبت راقم نے سُنا کہ اُن کے پاس ایک بڑے درویش طلب دنیا میں گئے تو نواب صاحب نے ان کی بہت مدارت کی۔ مگر اپنی علمی لطافت کا ایک اظہار

یہ کیا کہ ان درویش صاحب کو محل کے دروازہ کے اوپر ایک مکان میں ٹھہرایا جس میں اشارہ تھا کہ بئس الفقیر علی باب الامیر۔

حضور غوث پاکؓ کا دستور تھا کہ امیروں کے فرش پر نہ بیٹھتے نہ انکا کھانا کھاتے سوائے ایک دفعہ کے۔ یعنی دل شکنی نہ فرماتے تھے۔ اگر کوئی امیر کھانا حاضر کرتا تو ایک مرتبہ اس میں سے کچھ چکھ لیتے۔ مگر پھر دوبارہ لاتا تو تناول نہ فرماتے۔

خلیفۂ وقت (بادشاہ) خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ پہلے سے کھڑے ہو جاتے تاکہ بادشاہ کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا نہ پڑے جب اُسکے آنیکی خبر ہوتی تو آپ کھڑے ہو کر مکان میں ٹہلنے لگتے اور اس سے کھڑے کھڑے بات چیت کرتے اور بیٹھتے تو ہمسرانہ بے پروائی کے انداز سے بادشاہوں سے گفتگو نہایت بیباکی سے ہوتی تھی۔ ان کو نصیحت فرماتے تو ایسی کھری کھری بے لاگ باتیں ہوتیں جس کی کچھ حد نہیں۔

خلیفہ حضور کے ہاتھ چومتا۔ اور ادب سے دست بستہ سامنے بیٹھ جاتا۔ خلیفہ کو کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آتی تو ایسے الفاظ سے مخاطب کرتے جیسے بادشاہ ماتحتوں کے نام فرمان جاری کرتے ہیں۔ مثلاً لکھتے کہ عبدالقادر تجھ سے فرماتا ہے کہ اور اس کا تجھ سے یہ فرمان ہے۔ خلیفہ اس تحریر کو دیکھتا اور چومتا آنکھوں پر اور سر پر رکھتا۔ اور کہتا شیخ کا فرمان بالکل درست ہے۔

سب فقرا اور مشائخ عظام کا یہی دستور رہا ہے کہ وہ بادشاہوں سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ اور ان سے اس طرح برتاؤ کرتے تھے گویا وہ افسر ہیں۔ اور بادشاہ ماتحت۔ وہ صاحب حکومت کی توہین کے خیال سے ایسا نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کو یہ دکھانا مدنظر ہوتا تھا کہ عزت خدا اور اُس کے عبادت گزار

بندوں کیلئے ہے۔ تم یہ نہ سمجھ لینا کہ سونے چاندی اور زمین کی ملکیت اور فانی حکومتِ دنیا قابلِ اعزاز ہے۔ نیز اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہوتی تھی کہ خود بادشاہوں کا نفس بھی ذرا ذلیل ہو اور ان کے عزّ و تکبر کو صدمہ پہنچے کیوں کہ خوشامدی لوگ اُنکے مزاج کو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں۔ اور چونکہ ان سے اوپر اور کوئی قوّت عالمِ اسباب میں بظاہر موجود نہیں ہوتی نفس ان کے دماغ کو بگاڑ دیتا ہے اور خود پرستی اُن پر چھا جاتی ہے۔ اسواسطے اولیا راللہ جو طبائع انسانی کے مصلح ہیں ایسے برتاؤ ان بادشاہوں سے کرتے ہیں جو ان کے غرور و اعزاز کو توڑنے والے ہوں ؂

شیخ ابوالمظفر منصورؒ کا بیان ہے کہ حضور غوث پاکؓ سے بڑھ کر میں نے کسی کو خوش خو، مہربان، فراخ حوصلہ، کریم النفس، وعدہ وفا اور دوستی کا نباہنے والا نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ زمانہ مجاہدہ میں ایک شخص نے کہا تم یہاں ٹھیرنا میں ابھی آتا ہوں۔ آپ نے وعدہ فرمالیا۔ وہ شخص ایک سال تک نہ آیا۔ مگر حضرتؓ وعدہ کی پابندی کے خیال سے اس مقام پر مقیم رہے اور پورے ایک برس تک کہیں تشریف نہ لے گئے۔

آپ اتنے بڑے درجہ اور مرتبہ کے تھے کہ خلیفۂ وقت غلاموں کی طرح دست بستہ حاضر ہوتا تھا۔ مگر آپ کے اخلاق کی یہ حالت تھی کہ چھوٹوں پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے اور بڑوں (بڑی عمر والوں) سے عزّت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔

آپ کی مجلس میں رعب ایسا تھا کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی اور سکون و راحت بھی ایسی تھی کہ حاضر خدمت ہونے والے باہر کے سب افکار بھول جاتے تھے اور انکو آپکی محبت میں ایک دلی تسلّی و تسکین حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ شیخ ابوالقاسم بزازؒ

کا بیان ہے کہ آپکی مجلس میں ہماری حالت ایسی ہوتی تھی گویا ایک نہایت شیریں خواب دیکھ رہے ہیں اور جب باہر آتے تھے تو خیال ہوتا تھا کہ اس پر لطف خواب سے آنکھ کھل گئی۔

حضور بڑے سخی تھے۔ بڑے مسکین نواز تھے۔ مہانوں خصوصاً غربا و مساکین کے ساتھ بیٹھکر کھانا تناول فرماتے اور پھر ان میں مل جُل کر تشریف رکھتے اور اس طرح حالات پوچھتے گویا ان کے نہایت ہی قریبی رشتہ دار اور عزیز ہیں۔ ان کی برائیوں سے چشم پوشی فرماتے اور انکی خوبیوں پر تحسین و آفرین کرتے حاضرباشوں میں کوئی شخص کسی دن موجود نہ ہوتا تو دریافت فرماتے۔ آج فلاں شخص نظر نہیں آتا اچھا تو ہے۔

آپ کے سامنے کوئی شخص خدا کی قسم کھاتا تو آپ فوراً یقین کر لیتے تھے اُن کے پاس بیٹھنے والوں میں ہر شخص خیال کرتا تھا کہ حضرتؓ کی عنایت مجھ پر سب زیادہ ہے کسی کے حال پر اسقدر نوازش نہیں ہے جتنی مجھ پر ہے۔

ابو عبد اللہ محمدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضور غوث پاکؓ بہت رقیق القلب بہت خوش اخلاق اور مستجاب الدعوات تھے۔ انکی زبان سے فحش اور بیہودہ کلام کبھی نہیں سُنا۔ اور نہ اُن کے سامنے کوئی اور شخص فحش کلامی و بیہودہ گوئی کر سکتا تھا۔ کیونکہ ان کو اس سے سخت نفرت تھی۔ اپنی ذات کی خاطر وہ کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوئے۔ ہاں خدا کے کاموں میں کبھی کبھی لوگوں پر برہمی ہوتی تھی۔ یعنی اگر کسی کو خلاف احکام الٰہی کوئی کام کرتے دیکھتے تو پہلے نرمی سے سمجھاتے نہ مانتا یا دوبارہ اس فعل میں اسکو دیکھا جاتا تو خفگی اور درشتی سے اُسکو زجر و توبیخ فرماتے۔

ان کے سامنے سے کوئی سائل محروم نہ جاتا تھا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ مانگنے

والے کو جو وہ مانگتا دیدیتے۔ نہ ہوتا تو قرض منگا کر عطا فرماتے۔ ایک دفعہ کسی مسکین شخص کو کچھ مغموم اور افسردہ دیکھ کر پوچھا۔ تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے عرض کی دریا کے پار جانا چاہتا تھا۔ ملاح نے بغیر کرایہ کے کشتی میں نہ بٹھایا اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی وقت ایک شخص نے اشرفیوں کی ایک تھیلی نذر پیش کی تھی۔ آپ نے اُس مسکین سے فرمایا۔ لو یہ تھیلی تم لیلو اور جاکر اُس ملاح کو دیدو اور کہو یہ تجھ کو بہت دن کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ آیندہ جب کوئی محتاج اور غریب تیرے پاس آئے تو اس کو کرایہ لئے بغیر پار اُتار دیجیو۔

ایک دفعہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں ایک سوداگر نے عرض کی کہ علاوہ زکوٰۃ کے میں صدقات و خیرات کی نیت سے راہ خدا میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔ مگر مجھے مستحق و غیر مستحق کی شناخت نہیں ہے۔ فرمایئے میں کس کو دوں اور کس کو نہ دوں۔ فرمایا سب کو دے۔ جو تیرے خیال میں مستحق ہوں اُن کو بھی اور جو غیر مستحق ہوں اُن کو بھی۔ تاکہ خدا تعالیٰ تجھکو وہ دے جس کا تو مستحق ہے اور وہ دے جس کا تو مستحق نہیں ہے۔

شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفرؒ سے روایت ہے کہ حضور غوث پاک نے اپنے ایام مجاہدہ کا ایک دن ذکر فرمایا کہ ابتدا میں ایک دفعہ بیس دن تک کچھ کھانے کو میسر نہ آیا اور میں ایوان کسریٰ کے کھنڈرات میں گیا تاکہ کوئی پھل پایا اور کوئی مباح چیز حاصل کرکے کھاؤں۔ وہاں دیکھا کہ مجھ جیسے ستر درویش اور ہیں جو تلاش رزق کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں بغداد کی آبادی کی طرف اُلٹا پھرا۔ راستہ میں ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے کچھ رقم دیکر کہا کہ آپکی والدہ نے بھیجی ہے۔ میں نے وہ رقم لے لی اور سیدھا ان ستر فقراء کے پاس پہنچا اور تھوڑی سی اپنے واسطے رکھ کر باقی ان سب کو بانٹ دی۔ اس کے بعد جو رقم میرے پاس بچی تھی اس کا

تھی اس کا کھانا خریدا اور بہت سے مساکین کو بلا کر کھانے میں شریک کر کے
کھالیا۔ غرض شام تک میں نے وہ سب رقم خرچ کر دی۔

ایک دفعہ آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ چھت میں سے مٹی گرنی شروع
ہوئی۔ آپ نے اُسے جھاڑ دیا۔ مٹی پھر گری۔ آپ نے دوبارہ اسکو صاف کر دیا۔
جب تیسری بار بھی یہی موقع پیش آیا تو گردن اٹھا کر چھت کو دیکھا۔ وہاں ایک
چوہا مٹی کرید رہا تھا۔ بیشہ بے اختیار آپ کی زبان سے نکلا دعائی راسکا
تیرا سر اُڑ جائے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ چوہا مر کر گر پڑا۔ اور اس کا سر بدن سے
الگ ہو گیا۔ چوہے کو اس حال میں دیکھ کر آپ بے اختیار رونے لگے۔

ایسے ہی ایک روایت شیخ ابوالقاسم سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت
مدرسہ میں بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی آپ
نے غضبناک ہو کر اسکو دیکھا۔ چڑیا مر کر گر پڑی۔ آپ نے چڑیا کی لاش دیکھی
تو بہت غمگین ہوئے اور اپنا لباس اُتار کر مجھ کو دیا اور فرمایا اس کو فروخت
کر کے خیرات کر دو تاکہ اس بیچاری کی جان جانے کا کفارہ ہو جائے۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت کیسے رحیم
تھے کہ جانوروں کیساتھ بھی اس قدر ہمدردی فرماتے تھے۔ چوہے کے واقعہ کی
بابت اخبار الاخیار میں ہے کہ آپ کی شگفتگی کو دیکھ کر کسی نے سبب پوچھا۔ فرمایا
چوہے نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ قدرت الٰہی سے میری تکلیف دیکھی نہ گئی۔
اس نے چوہے کو ہلاک کر دیا۔ مجھے غم اور ڈر اس کا ہے کہ اگر میں کبھی اپنے
اعمال کے سبب اپنی مسلمانی سے رنجیدہ ہو گیا۔ تو ایسا نہو قدرت اس کو
بھی چوہے کی طرح فنا کر دے۔

حضرت عبدالرزاقؒ کا بیان ہے۔ جو حضور کے فرزند تھے کہ ایک مرتبہ

والد ماجد حج کے سفر کو تشریف لیگئے۔ خدام کا بڑا مجمع ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک آبادی کے قریب شام ہوئی تو آپ نے حکم دیا۔ اس بستی میں تلاش کرو کہ سب سے زیادہ مفلس اور غریب کون ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک گھر بہت نادار ہے جس میں دو بوڑھے محتاج عورت مرد ہیں۔ اور ایک بچہ ہے حضور خود اس مکان پر تشریف لیگئے اور ان دونوں سے پوچھا ہم تمہارے مکان پر ٹھیرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا بسر و چشم مکان حاضر ہے۔ مگر ہم خدمت کے لائق نہیں ہیں۔ آپ وہاں خدام سمیت ٹھیر گئے تو بستی کے مشائخ اور دولتمندوں کو حال معلوم ہوا وہ سب دوڑے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے مکانوں پر تشریف لے چلیئے۔ یہ جگہ آپ کے ٹھیرنے کے قابل نہیں۔ مگر حضرت نے کسی کی التجا قبول نہ فرمائی۔ آخر ان لوگوں نے دعوت کا سامان اُسی جگہ لا لا کر جمع کر دیا۔ غلہ۔ بکریاں۔ روپے چاندی وغیرہ کا ڈھیر لگ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس میں سے کچھ بھی نہ لونگا۔ نہ میرے ہمراہی کچھ لیں گے۔ یہ سب اس غریب گھرانہ کا حق ہے جس کے ہم مہمان ہیں چنانچہ آپ نے ہمراہیوں سمیت شب کو کچھ تناول نہ فرمایا اور دولت و اجناس کا وہ سب انبار اس غریب گھرانہ کو دیکر آگے روانہ ہوگئے۔

اس روایت میں بے شمار نصائح ہم لوگوں کیواسطے ہیں۔ اگر ہم اس پر غور کریں۔ اوّل تو یہ کہ حضور نے امیروں کو چھوڑ کر غریب کا گھر پسند کیا۔ دوسرے یہ کہ اپنی نذر سب کی سب غریب کو دیدی تاکہ اس بستی کے لوگوں کو عبرت ہو کہ وہ اپنے ہم شہر کی غربت سے بیخبر اور بے پروا تھے۔

ایک بزرگ نے آپ کے باطن اور اس کے لباس کا خلاصہ چند جملوں میں اس طرح کیا ہے۔

كان سيدنا الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه سريع الدمعة شديد الخشية كثير الهيبة مجاب الدعوة كريم الأخلاق أبعد الناس عن الفحش أقرب الناس إلى الحق شديد البأس إذا انتهكت محارم الله تعالى لا يغضب لنفسه ولا ينتصر لغير ربه لا يرد سائلا ولو بأحد ثوبيه كان العلم مهذبه والقرب مؤدبه والانس نديمه والصدق رايته والفتح بضاعته والحلم صناعته والذكر وزيره والمكاشفة غذاؤه والمشاهدة شفاؤه وآداب الشريعة ظاهره واوصاف الحقيقة سرائره۔

یعنی حضور غوث پاکؓ کے آنسو بہت جلدی آجاتے تھے خوفِ خدا انکو بہت تھا۔ اُن کی ہیبت بہت پڑتی تھی۔ اُن کی دعائیں مقبول تھیں۔ خلق میں بڑے بزرگ تھے۔ سب آدمیوں سے زیادہ دور تھے فحش باتوں میں۔ اور سب آدمیوں سے زیادہ قریب تھے امرِ حق میں۔ بڑے سخت لڑنے والے تھے جب خدا کے احکام کی خلاف ورزی دیکھتے تھے۔ اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہ کرتے تھے بجز معاملاتِ خدا کے۔ سوالی کبھی اُن کے دروازے سے پھر کر نہ جاتا تھا۔ خواہ بدن کا کپڑا مانگنے والے کیوں نہ تھے پھر بھی وہ اُتار کے دیدیتے۔ علم ان کو مہذب بنانیوالا تھا۔ قربِ الٰہی ان کو ادب سکھانیوالا تھا۔ انس اُن کا مصاحب۔ سچ اُن کی روزمرّہ۔ فتح اُن کا سرمایہ۔ بردباری اُن کا جوہر۔ ذکرِ حمد اُن کا وزیر۔ مکاشفہ اُن کی غذا۔ مشاہدہ اُنکی شفا۔ آدابِ شریعت اُن کا ظاہر۔ اور اوصافِ حقیقت اُنکے بھید تھے۔

بنے ہیں چشمِ معنی جلوۂ حسنِ بشر آیا — تماشا پرتوِ انوارِ خالق کا نظر آیا
ہوا نہ باعثِ پیدائش عالم حسن یہ کسکا — یہ کس کے دیکھنے کو مجمع اہلِ نظر آیا
ملا ہے مجھ کو یہ مضمون دشمن چشم بینا سے — کہ چھوڑی جب سے خودبینی اُسے سب کچھ نظر آیا

تصور جلوۂ توحید کا ہی مثل آئینہ		کیا شوق تماشہ جب کبھی میں خود نظر آیا

روشن دلِ عارف سے فزوں ہی بدن اُن کا
رنگین ہی طبیعت کی طرح پیرہن اُن کا
آیا جو نظر حسنِ خدا داد کا جلوہ
بُت بن گیا مُنہ دیکھ کے ہر برہمن اُن کا

ترے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم
تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
میں سرکار عالی کے قربان جاؤں
بھکاری ہیں در کے تری شاہانِ عالم
مرے دینے والے میں تیرے صدقے
ترے در کے کتنے ہیں شیرانِ عالم
مسلمان مسلماں ہیں تیرے سبب سے
مری جاں تو ہی ہے ایمانِ عالم
تو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفاں
ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم

سمیعا خدارا احسن کی بھی سُن لے
بلا میں ہے یہ لوث دامانِ عالم

ذوقِ سماع

جس وجودِ پاک کے لباسِ ظاہر و باطن کی یہ شان ہو اور جس ہستی منور کی صفات عالی کا یہ مرتبہ ہو اُس کے ذوق اور کیفِ وجدانی کا جو عالم ہوگا وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی ذوقِ ترنم اور شوقِ سماع سنتِ رسول اللہ صلعم ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ اور لہویات کے گانے بجانے سے اسے کوئی سروکار نہیں حضور غوث پاک رضؓ مظہر ذات رسالت مآب صلعم تھے۔ پھر جذبۂ سماع کا ولولہ آپ میں کیوں نہ ہوتا۔ بہجۃ الاسرار جیسی کتاب معتبر میں متعدد واقعات حضور کے سماع و وجد کے مذکور ہیں۔ اسی سے دو بیان یہاں نقل کئے جاتے ہیں :۔

شیخ المرنباز فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کی خدمت میں شیخ بقا۔ اور شیخ علی بن ہیتی۔ اور شیخ ابو سعید قیلوی حاضر ہوئے۔ اسوقت حضور ایک عالم کیف میں تھے شیخ بقا کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کچھ بولو۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ آپ کے سامنے بولنے کی کس کو مجال ہے۔ پھر شیخ علی کو اشارہ ہوا۔ اُنہوں نے بھی یہی عذر کیا۔ اسکے بعد شیخ ابو سعید کو حکم ملا تو اُنہوں نے کچھ عرض کیا۔ شیخ ابو سعید کے بعد خود حضور نے ایک پُرجوش اور سرشار تقریر فرمائی جس سے حاضرین پر مستی وجد کا عالم طاری ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے عرض کی قوال حاضر ہیں حکم ہو تو کچھ گائیں۔ آپ نے اجازت دی۔ قوال نے گانا شروع کیا۔ جس کے سننے سے حضور کو حال آگیا۔ آپ بے تابانہ کھڑے ہوگئے۔ اور اسی عالم میں کہ اہل مجلس اثر وجد سے سب کے سب مدہوش تھے حضور نظروں سے غائب ہوگئے۔ لوگ تلاش کو نکلے تو آپ کو مدرسہ میں تشریف فرما دیکھا۔

دوسری روایت بہجۃ الاسرار میں ہے کہ کسی قاری نے حضور کے سامنے یہ آیت خوش الحانی سے پڑھی لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج ملک کس کے واسطے ہے) تو آپ کو حال آگیا۔ اور جوش وجد میں آپ کھڑے ہوگئے۔ باربار یہ فرماتے تھے من یقول الملک لی (کون کہتا ہے کہ ملک میرے واسطے ہے۔)

حاضرین بھی آپ کی تائید میں کھڑے ہوگئے۔ اور کسی کی مجال نہ تھی جو حضور کے سوال کا جواب دے۔ مگر ایک شخص شیخ احمد نام نے جرأت کرکے عرض کیا میں کہتا ہوں کہ ملک میرا ہے کیونکہ خداوند کریم میرا ہے تو اس کا ملک بھی میرا ہے۔ حضور نے اسی عالم وجد میں فرمایا۔ اے نادان جبتک تو اُسکا نہو وہ تیرا کب ہوسکتا ہے۔ اور جب تو اس کا نہیں تو ملک تیرا کہاں ہے۔ شیخ احمد پر اس

جواب تھا ایسا اثر ہوا کہ وہ کپڑے پھینک کر جنگل کو نکل گئے۔

حضور کا ایک مکتوب

دیکھنا اس کاتب رموز و اسرار کے خطوط لکھنے کا ڈھنگ بھی کیسا پیارا تھا اور ان میں کیا کیا حقائق و معارف بھرے جاتے تھے۔ تحریر فرماتے ہیں:

اے عزیز! قلبے سلیم باید کہ تا بر رموز فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار اطلاع یابد۔ و عقلے کامل باید تا دقائق اسرار سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ را ادراک کند۔ و یقینے صادق باید تا شواہد معرفت وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ را بعین قلب مشاہدہ بیند۔ و از خواب غفلت یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ بیدار گردد۔ و بسفینۂ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ سوار گردد۔ و در دریائے معرفت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مردانہ وار بغواصی فرود آید۔ اگر گوہر مطلوب بچنگ آید فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ و اگر جان در طلب رود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ +

ترجمہ

اے عزیز! قلب سلیم درکار ہے تاکہ آیت: عبرت پکڑو آنکھوں والو! کا بھید سمجھ میں آئے۔ اور عقل کی ضرورت ہے تاکہ آیت: ہم دکھائیں گے ہم اپنی نشانیوں کو کائنات میں اور خود تمہارے نفوس میں، کی باریکیاں ہاتھ آئیں۔ اور ان کا ادراک ہو۔ یقین صادق درکار ہے تاکہ اس آیت کے مقامات عرفان حاصل ہوں (کوئی شے بھی ایسی نہیں جو پروردگار کی حمد و تسبیح میں مشغول نہ ہو مگر تم ان کی تسبیح کو

سمجھ نہیں سکتے) اور دل کی آنکھ سے انکی تسبیح کا مشاہدہ ہوجائے۔ فانی امیدوں نے ان کو دھوکہ اور لالچ میں ڈال رکھا ہے عنقریب ان کو معلوم ہوجائیگا) کی نیند سے ہوشیار ہو کر (خدا کی طرف بھاگو) کی کشتی میں سوار ہو۔ اور نہیں پیدا ہوئے جنّات وانسان مگر عبادت کیلئے) کے دریائے معرفت میں غوطہ لگائے اگر گوہر مقصود ہاتھ آگیا تو (بڑی مرادمندی حاصل ہوئی) اور اگر جان اس تلاش میں گئی تو (یقیناً خدا تعالیٰ اس کا عوض دیگا)

مکتوبات بیشمار ہیں۔ جن میں سے چند اخبار الاخیار میں منقول ہیں مگر میں نے صرف ایک ہی نامہ عالی کا نمونہ یہاں پیش کیا ہے۔

سبحان اللہ! کیا منتخب آیات کلام الٰہی سے مقامات سلوک کی تعلیم ہے۔ اہل عرفان واہل علم ہی اس کی خوبی جان سکتے ہیں۔ حضور کے تمام مکتوبات اسی طرح آیات قرآنی سے مملو ہیں۔ اس محفل نامہ میں گنجایش نہ تھی۔ ورنہ ہر مکتوب سُننے پڑھنے اور تعویذ جان بنانیکے قابل ہے ؛

حضور کی تصنیفات

حضور غوث پاک رض کی تصنیفات فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین مشہور کتابیں ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں مسائل فقہ صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ وغیرہ کا بیان ہے اور مسلمانوں کے اختلافیہ فرقوں کے عقاید کی تشریح ہے۔ اور اہل سُنّت کے عقائد کے بموجب ہر گمراہ فرقہ کی تردید ہے۔ نیز بعض آیات قرآنی کی تفسیر اور اعمال و اذکار واشغال کا بیان ہے۔ پیر مُرید کے آداب اور حقوق العباد اور آداب سماع اور ان تمام اُمور کا ذکر ہے جن کی سالک کو ضرورت پڑتی ہے۔ گویا یہ کتاب شریعت وطریقت کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اسی کتاب کے بعض مضامین کی نسبت

فرقہ شیعہ کو حضور سے عناد پیدا ہوا ہے۔ اور وہ حضور کے سید ہونے سے انکار کرتا ہے۔ فتوح الغیب میں ترک و تجرید۔ فنا و بقا محب و محبوب اور امراض قلب و نفس کے علاج کا بیان ہے۔ یہ بھی طلبگاران سلوک کیلئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔

ایک مجموعہ آپ کے وعظوں کا عفیف الدین ابن مبارک نے جمع کیا ہے۔ اس میں ساٹھ مجلسوں کے وعظ فراہم کیے گئے ہیں۔ اسکو مجالس فیض اور فتح ربانی بھی کہتے ہیں۔

اسکے علاوہ آپکے بہت سے اشعار و قصائد ہیں جن میں قصیدہ غوثیہ بہت مشہور ہے جو مشائخ عظام میں بطور ایک شغل کے اکثر حاجتوں اور مرادوں کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس میں عجیب و غریب تاثیرات دی ہیں۔

ایک مختصر رسالہ بھی مذاہب حنفی شافعی مالکی حنبلی کے اصول پر آپ نے تحریر فرمایا تھا جو بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر شائع ہوا ہے۔ اس میں فرقۂ معتزلہ کی خوب تردید فرمائی ہے۔ بہجۃ الاسرار کے حاشیہ پر قصیدہ غوثیہ کے سوا اور بھی چند قصائد و اشعار آپ کے درج کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک قصیدہ کا نام عینیہ لکھا ہے۔ اس میں ۷۷۔ اشعار ہیں دوسرے قصیدہ کے چالیس اشعار ہیں۔ تیسرے کے چونسٹھ۔ چوتھے کے چالیس۔ پانچویں کے اٹھارہ۔ چھٹے کے ایک سو اٹھارہ۔ ساتویں کے ساٹھ آٹھویں کے بتیس۔ نویں کے بیالیس۔ دسویں کے چوبیس۔ گیارھویں کے بارہ۔ بارھویں کے بیس۔ تیرھویں کے بھی بیس۔ اور چودھویں قصیدہ میں چودہ اشعار ہیں۔

حضور کا نسب نامہ

سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضؓ بن سید ابو صالح موسیٰؒ بن سید ابی عبد اللہ۔ بن سید یحییٰ زاہدؒ۔ بن سید محمدؒ بن سید داؤد۔ بن سید موسیٰ ثانیؒ۔ بن سید عبد اللہ ثانیؒ بن سید موسیٰ جونؒ۔ بن سید عبد اللہ محضؒ۔ بن سید حسن مثنیٰ۔ بن سیدنا و مولانا امیر المومنین امام حسنؓ۔ بن امام العالم امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

اور مادری نسب نامہ یوں ہے۔ ام الخیر فاطمہؓ (مادر حضور غوث پاکؓ) بنت ابو عبد اللہ صومعیؒ۔ بن ابو جمالؒ۔ بن سید محمدؒ۔ بن سید ابو طاہرؒ۔ بن سید عبد اللہؒ بن ابو کمالؒ۔ بن سید موسیٰؒ بن سید ابو علاؤ الدینؒ۔ بن سید محمدؒ۔ بن سید امام علی عریضؒ۔ بن سیدنا امام جعفر صادقؒ۔ بن سیدنا امام محمد باقرؓ۔ بن سیدنا امام زین العابدینؓ بن سیدنا مظلوم کربلا امام حسینؓ بن سیدنا و مولانا امام العالم علی کرم اللہ وجہہ۔

نسب کی تمام معتبر کتابوں سے حضورؓ کا حسنی حسینی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو انکار ہے وہ سخت غلطی و عداوت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو زیادہ تحقیقات منظور ہو تو کتاب مناقب غوثیہ مصنفہ مولانا محمد مرید محی الدین پشاوری کو دیکھے جو بمبئی کے مطبع شہابی میں چھپی ہے۔ جس میں ۶۰۰ صفحات کے اندر سیکڑوں کتابوں اور ان کی عبارتوں کے حوالوں سے حضور غوث پاکؓ کی سیادت ثابت کی گئی ہے۔

حضور کی اولاد

حضور غوث پاکؓ کے نو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں فرزندوں کے نام یہ ہیں: سید عبد الوہابؓ۔ سید عبد الرزاقؓ۔ سید عبد الجبارؓ۔ سید عبد العزیزؓ

سید یحییٰ رضؓ۔ سید عیسیٰ رضؓ۔ سید ابراہیم رضؓ۔ سید عبداللہ رضؓ۔ سید موسیٰ رضؓ۔
بہجۃ الاسرار میں دسویں فرزند سید محمد رضؓ کا نام بھی مذکور ہے۔

نبی جی کا ہی تم پر پیار یا محبوب سبحانی　　علی کے ہو دل و دلدار یا محبوب سبحانی
چراغ دودمان اہلبیت مصطفیٰ تم ہو　　منور تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی
گل باغ علی ہو ثمرۂ نخل حسینی ہو　　حسن کے تم ہو برخوردار یا محبوب سبحانی
زمرد ہو حسن کے لعل ہو کان حسینی کے　　علی کے ہو دُر شاہوار یا محبوب سبحانی
سقانی الحب کاسات الوصال کی صدا سنکر　　مذاق رند ہے سرشار یا محبوب سبحانی

حضور کے شیوخ شریعت و طریقت

حافظ ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضور غوث پاکؓ نے فقہ قاضی ابو سعید مخزومی سے پڑھی اور حدیث ابو بکر بن منظر اور ابو غالب باقلانی اور ابو القاسم ابن بنان اور ابو محمد جعفر سراج اور ابو سعد بن حبیش اور ابو طالب بن یوسف سے (اور اُن علماء کی تعداد سینکڑوں سے زاید ہے۔ جنہوں نے حضور سے فقہ، حدیث، تفسیر اور تمام علوم دین حاصل کیئے) اور شیوخ طریقت کا سلسلہ یوں ہے۔

حضور غوث پاکؓ کے شیخ طریقت حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضؓ۔ ان کے شیخ حضرت ابو الحسن علی ہنکاری رضؓ۔ ان کے شیخ حضرت ابو الفرح طرطوسی رضؓ۔ اُن کے شیخ حضرت الواحد ابو الفضل رضؓ۔ اُن کے شیخ حضرت جنید ابو القاسم رضؓ اُن کے شیخ حضرت ابو بکر شبلی رضؓ۔ ان کے شیخ حضرت جنید بغدادی رضؓ۔ ان کے شیخ حضرت سری سقطی رضؓ۔ اُن کے شیخ حضرت معروف کرخی رضؓ۔ اُن کے شیخ حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ۔ ان کے شیخ حضرت امام العالم سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔
دوسرا طریقہ سلسلہ کا یہ ہے کہ حضرت معروف کرخی تک وہی سلسلہ شیوخ

کا ہے۔ ان کے بعد یوں ہے۔ حضرت امام موسیٰ رضا رضؓ۔ پھر حضرت امام موسیٰ کاظم رضؓ پھر حضرت امام محمد باقر رضؓ۔ پھر حضرت امام زین العابدین رضؓ۔ پھر سیدنا حضرت امام حسین رضؓ۔ پھر سیدنا امام العالم حضرت علی رضی اللہ عنہ ؎

حضور کی تلقین طریقت

فرمایا جس پیر میں یہ پانچ وصف نہوں وہ دجال ہے پیر نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو۔ دوسرے علم حقیقت جانتا ہو۔ تیسرے اپنے پاس آنیوالوں کیساتھ عمدگی اور خندہ پیشانی سے برتا و اکرتا ہو۔ اور مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو۔ چوتھے یہ کہ غربا اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً و فعلاً عاجزی و انکساری سے پیش آتا ہو۔ پانچویں یہ کہ مریدین کی باطنی تربیت و تعلیم کی لیاقت رکھتا ہو اور خود ریا، حسد، طمع، خود بینی، غفلت، عیش طلبی سے پاک ہو۔

علامہ ابن النجار کا بیان ہے کہ جبائی سے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور غوث پاک رضؓ نے فرمایا کہ مجھے فرائض کے بعد محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور عام و خاص کیساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنے کے سوا کوئی بہتر کام معلوم نہیں ہوتا اگر ساری دنیا کی دولت کا مالک ہو جاؤں تو سب کی سب بھوکوں کو کھلا دوں اور محتاجوں کو دیدوں۔ میرے ہاتھ میں روپیہ نہیں ٹھہرتا۔ ہزاروں اشرفیاں صبح سے شام تک ہاتھ میں آتی ہیں مگر شام کو کچھ باقی نہیں رہتا۔ مستحقوں کو بانٹ دیتا ہوں۔

کسی نے پوچھا حضور فقیر کے معنے کیا ہیں فرمایا۔ ف کہتی ہے ذات الٰہی میں فنا ہو جا۔ اور ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کرلے ق کہتا ہے اپنے قلب کو حب خدا کی قدرت سے مضبوط کر اور اسکی رضامندی و رضاجوئی میں قایم ہو جا۔ ی چاہتی ہے

ہے یرجوا ربہ ویخاف۔ خدا سے اُمیدوار رہو اور اُس کا خوف دل میں رکھے۔ اور
سرا کی خواہش ہے رقت قلب اور رجوع الی اللہ یعنی نفسانی خواہشوں سے دامن
بچاکر خدا کی طرف رجوع ہو جا۔

فرمایا۔ خدا رسول کی اطاعت کرو۔ بدعات سے بچو۔ فرمانبردار رہو۔ صبر کو
شیوہ بناؤ۔ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی جانو۔ تکلیف میں نا اُمید نہ ہو جایا کرو۔
خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ پراگندہ نہ ہو۔ توبہ سے گناہوں کو دھو ڈالا کرو۔ اپنے
مولا کے دروازہ سے کبھی نہ ہٹو۔

فرمایا اپنے دل کے دروازہ پر دربان بن جاؤ۔ جس کے جانیکا خدا حکم دے
اُسکو اندر جانے دو۔ جس کو منع کرے اُس کو روکدو۔ دل کی خواہشوں کو زیادہ نہ
بڑھاؤ۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کسی حال اور کسی مقام پر بھروسہ کر کے یہ نہ سمجھ لینا
کہ ہمیشہ اس پر قایم رہنا ہے۔ کیونکہ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہ آیا ہے۔ تغیر اور
تبدیلی لازمی ہے۔

فرمایا۔ نہ کسی سے محبت کرنے میں جلدی کرو۔ نہ عداوت و نفرت میں۔
پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اس کو پرکھ کر دیکھ لو۔ ایسا نہو تم نفس کی شرارت
سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کہ یہ گناہ ہے۔

فرمایا۔ خدا کو چھوڑ کر جو دوسروں سے مانگتا ہے اُس نے خدا کے رتبہ
اور درجہ کو نہیں پہچانا۔ فرمایا مومن کی علامت یہ ہی کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں
مصروف رہتا ہی قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہیں بیٹھتا۔ اگر تلاش میں کامیاب ہوا
تو روزی بھی اور ثواب تلاش بھی ورنہ صرف تلاش کا ثواب حاصل کرتا ہی۔

فرمایا۔ خدا اپنی تقدیر کا مختار ہے کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں
رکھتا نہ کسی کی یہ مجال ہی کہ اُسپر زور دیکر مقدر بدلوا دے جسکا یہ عقیدہ ہو وہ گمراہ ہے

کسی نے پوچھا حسن خلق کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ تو عرفان حق میں ایسا سرشار ہو کہ
کسی کے ظلم اور سختی سے رنج کا اثر محسوس نہ کرے۔ پوچھا گیا۔ لقا کیا چیز ہے؟ فرمایا
لقائے رب ہے۔ اور وہ حجاب نفس کی دوری کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور نفس کا
حجاب دور نہیں ہوتا جبتک کہ باہر کی دید سے نگاہ نہ اُٹھائے اور اپنی نفس کی دید
میں مصروف نہو۔

بود دست نقیب اولیا در دست شہ جیلانی	کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی
نشانے شان بیچونی بیان سر مکنونی	بصورت مثل پیغمبر بسیرت مرتضی ثانی
امیر دستگیر غوث اعظم قطب ربانی	حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی
نیاز اندر جناب پاک او از قدسیاں بالا	کہ آید جبرئیل از بہر کارہ بار دربانی

حضورؓ کے گیارہ نام کے وسیلہ سے دعا

بزرگان دین میں حضور غوث پاکؓ کے گیارہ نام کی دعا کا رواج ہے اور ہزاروں آدمیوں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں جمعرات کے دن نماز مغرب کے بعد سنتوں سے پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ اسماء گیارہ بار پڑھ کر سات مرتبہ سورہ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کی دعا خدا تعالیٰ سے مانگے وہ اسماء یہ ہیں۔

الٰہی بحرمت سید محی الدین۔ الٰہی بحرمت شیخ محی الدین۔ الٰہی بحرمت سلطان محی الدین۔ الٰہی بحرمت قطب محی الدین۔ الٰہی بحرمت غوث محی الدین۔ الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین۔ الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین۔ الٰہی بحرمت درویش محی الدین۔ الٰہی بحرمت غریب محی الدین۔ الٰہی بحرمت ولی محی الدین۔ الٰہی بحرمت مسکین محی الدین۔

حضورؓ کے اشغال سلوک

پاس انفاس کا شغل کئی طریقوں سے سلسلہ قادریہ میں ہے جو حضور کی تعلیمات میں شامل تھا۔ اسم ذات کا بھی ہے نفی اثبات کا بھی۔ اور اسم باحی یا قیوم کا بھی۔ ان سب کی تفصیل لکھنی فضول ہے۔ کیونکہ یہ بغیر مرشد عارف کے سمجھائے اور بتائے کے کتاب سے سمجھ میں نہیں آسکتے اور نہ ان کے عام کرنے کی اجازت ہے۔

سلطان الاذکار بھی حضور سے مروی ہے چشتیوں اور قادریوں کے طرز اشغال میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ سلطان الاذکار کا بھی یہی حال ہے مگر اسکے بعض طریقے ایسے معلوم ہوئے جو سلسلہ قادریہ سے علیحدہ ہیں۔

سلطان الاذکار حضور غوث پاکؓ کا بہت پسندیدہ شغل تھا۔ ایام مجاہدہ میں اسکی عرصہ دراز تک مشغولی رہی ہے۔ بعد میں بھی حضور کے اکثر احوال سے اس مشغولی کے اشارے نظر آتے ہیں۔ اہل نظر سے یہ بات پوشیدہ نہوگی۔

حضور کی نماز تہجد

اے محفل والو! تم نے حضور غوث پاکؓ کے اخلاق و خصائل کا حال تو سن لیا۔ خدا توفیق دے کہ تم بھی یہی اچھی عادتیں اختیار کرو۔ اب حضور کی نماز تہجد کا طریقہ اور چند دیگر اوراد و اعمال سنو تاکہ حضور کے قدم بقدم چلنے اور یہ نماز اداکرنیکی نصیحت حاصل کر سکو۔ یہی وہ کرامتیں ہیں جن کے سننے اور معلوم کرنے سے ہم سب غلامان بارگاہ غوثیہ کو سعادت تقلید میسر آسکتی ہے۔ اور ضرورت انہی باتوں کے معلوم کرنیکی ہے۔ کیونکہ بغیر عمل اور سعی کے کسی انسان کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ جو لوگ فقط کرامتیں اور مافوق العادت کرشمے حضور کے سن لیتے ہیں انکو اس سے ذاتی فائدہ کچھ نہیں ہوتا

سلسلۂ قادریہ میں نماز تہجد کے کئی طریقہ ہیں ان میں ایک جسکی نسبت روایت ہے کہ حضور غوث پاکؓ کا بھی یہی طریقہ تھا یہاں درج کیا جاتا ہے نماز تہجد ایک ایسی دولت ہے جس کے سامنے تمام نفل عبادتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں جس شخص کو یہ نعمت حاصل ہو اُس کے دل میں ایک عجیب گدازگی اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور قطع نظر عقبیٰ کے اجر اور باطنی ترقیوں کے تہجد گذار کا چہرہ دور سے کہدیتا ہے کہ میں تہجد پڑھتا ہوں کیونکہ برکات تہجد کا نور اُسکی پیشانی، اسکی آنکھوں اور اُسکے چہرہ پر ہر وقت چمکتا رہتا ہے۔ خواہ وہ شخص کیسا ہی بدصورت ہو۔ اور یہ ایک ایسا کھلا ہوا اور عقلی ثبوت تہجد کی تاثیر کا ہے جس کو ہر عاقل اور مادہ پرست بھی آزما کر دیکھ سکتا ہے۔

تہجد کا وقت آدھی رات ڈھلنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے حضور غوث پاکؓ کے مقلد کو تو لازمی طور سے تہجد کبھی ناغہ نہ کرنی چاہیے۔ طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل تہجد کی نیت کر کے بارہ یا دس یا آٹھ یا چار رکعتیں پڑھی جائیں یعنی اگر توفیق ہو اور زیادہ دیر تک جاگ سکتا ہو تو بارہ رکعتیں دو دو کر کے پڑھے ورنہ کم۔ جو چار تک کم ہو سکتی ہیں۔

پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص ایک مرتبہ پڑھی جائے اور دوسری میں دو بار۔ پھر جب دوبارہ نیت باندھکر دو رکعت پڑھے تو پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ۳ مرتبہ سورۂ اخلاص اور دوسری میں چار بار اسی طرح بارہ رکعت تک ایک ایک مرتبہ سورۂ اخلاص بڑھاتا جائے یعنی بارھویں رکعت میں سورہ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے۔

باطنی کشایش اور ترقی سلوک عرفان کیلئے طریقہ برعکس ہے یعنی پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھے۔ دوسری میں گیارہ۔ یہانتک کہ بارہویں میں ایک مرتبہ پڑھے۔

جب نماز سے فارغ ہو جائے تو تین بار یہ استغفار پڑھے سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم و بحمدہٖ استغفر اللہ و اتوب الیہ۔

تہجد کے بعد ذکر

اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو نماز تہجد کے بعد یہ ذکر بھی کر لے کہ معمولات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

اوّل دو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ (اسکو نفی اثبات کہتے ہیں) پھر الا اللہ چار سو مرتبہ (اسکو اثبات کہتے ہیں) پھر اللہ اللہ چھ سو بار (اسکو اسم ذات کہتے ہیں) یہ سب ذکر خفی کرنا چاہیئے۔ یعنی آہستہ آہستہ لیکن اگر کوئی عارف کامل تعلیم فرمائے اور دوسروں کی تکلیف اور نیند خراب ہونیکا اندیشہ بھی نہو تو جہر کر لیا جائے۔

قادریہ استخارہ

حضور غوث پاک سے استخارہ کے کئی طریقے مروی ہیں۔ انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ چار رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں الحمد کے بعد تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنی چاہیئے۔ نماز کے بعد سر شمال کی جانب اور چہرہ قبلہ کی طرف کر کے لیٹ جائے اور یہ اسم پڑھنا شروع کرے اَلنُّورُ الظَّاهِرُ البَاسِطُ۔ تعداد کچھ نہیں ہے اتنی دیر پڑھے کہ نیند آجائے جس کام کیلئے استخارہ کیا ہے اُس کا جواب خواب میں نظر آجائیگا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ یٰسین شریف پانچ یا تین یا ایک بار پڑھکر سو جائے۔ پڑھتے وقت پہلے اس امر کا تصور کر لیا جائے جس کیلئے استخارہ کیا ہے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشا پاک بستر پر سونیکے لئے لیٹے اور ایک ہزار مرتبہ یا ہادی یا رشید یا خبیر پڑھے۔ انشاء اللہ مطلوب سوال کا

جواب خواب میں ضرور نظر آجائیگا - پہلے دن معلوم نہ ہو تو تین دن برابر کرنا چاہیے

ختم قادریہ اکثر مہمات عظیمہ میں مفید ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ الم نشرح ایک ہزار مرتبہ پڑھے - اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ۔ اسکے بعد اس کا ثواب حضور غوث پاک رضؓ کی روح مطہرہ کو بخش کر خدا تعالیٰ سے اپنی مراد کیلئے دعا کرے - یہ ختم بڑا ہے۔ اگر اتنی فرصت نہ ہو تو چھوٹا ختم ایک سو اکتالیس مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھنے کا بھی ہے -

اور اس کا طریقہ وہی ہے جو بڑے ختم کا بیان ہوا۔ صرف تعداد الم نشرح ہزار کی جگہ ایک سو اکتالیس ہے -

پانچ اسم اعظم

حضور غوث پاک کے وظائف شریف میں پانچ اسم اعظم کا وظیفہ بڑی شان رکھتا ہے۔ اس کے ہزاروں فائدے بزرگان دین کے مشاہدہ میں آئے ہیں جو شخص ان کا ورد رکھیگا۔ اسکی دنیاوی ضرورتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری کریگا اور ترقی عرفان بھی ہوگی ؛

میں نے سفر ہندوستان میں جس بزرگ سے ان اسمائے خمسہ کی نسبت دریافت کیا سب نے ان کے ورد کی تعریف فرمائی۔ بیرون ہندوستان میں بھی مصر، شام اور فلسطین کے مشائخ نے اس وظیفہ کی خوبیاں تسلیم کیں اور ارشاد فرمایا کہ مہمات دین و دنیا کیلئے یہ وظیفہ از بس مفید ہے اور کیوں نہ ہو جناب باری تعالیٰ کے یہ وہ اسماء ہیں جن کے اندر بیشمار اسرار پوشیدہ ہیں -

فتوحات مکیہ میں حضرت شیخ اکبر ابن عربی رض نے بھی ان اسمار کے رموز و فواید کے بارہ میں بہت کچھ تحریر فرمایا۔ اسکے علاوہ محبوب سبحانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی رض کی زبان مبارک پر جو وظیفہ مدتوں رہا ہو اُس کی تاثیر میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ حاضرین محفل گیارہویں شریف کو چاہیئے کہ یہ وظیفہ اپنے اوپر لازم کرلیں کبھی ناغہ نہ کریں اور پھر دیکھیں کہ قدرت حق ان کی مشکلات دین و دنیا کو کس عجیب طریقہ سے حل کرتی ہے اور وہ ان اسمائے خمسہ کی برکت سے کیسے نہال اور فارغ البال ہو جاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ نماز کی پنجوقتہ پابندی ہو اور ہر نماز کے بعد ان کا ورد کیا جائے خصوصاً عشار اور صبح کی نماز کے بعد تو کبھی ناغہ نہ کرنا چاہیئے۔

وہ اسمار یہ ہیں جن کو بزرگوں نے پانچ اسم کے نام سے یاد کیا ہے۔

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم

ان کے پڑھنے کی تعداد حضور غوث پاک رض سے سات سو بھی آئی ہے اور پانسو بھی، اور ایک سو بھی۔ جو تعداد آسان معلوم ہو وہی اختیار کرلیجیے بہتر یہی ہے کہ ایک سو کی تعداد ہو کیونکہ اس میں ناغہ ہونیکا ڈر نہیں ہے اور اس وظیفہ میں ایک دن کی ناغہ بھی بہت مضر ہے اس سے چالیس دن کا اثر جاتا رہتا ہے۔

مجھکو ان اسمار کی بہت سے بزرگوں نے اجازت دی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور ممالک اسلامیہ میں بھی۔ اور اب میں مسلمان بھائیوں کے فائدے کیلیئے اپنی اجازتوں کا حق عام کرتا ہوں یعنی میری طرف سے ہر شخص کو اس نعمت عام۔ یہ کے ورد میں لانے کی اجازت ہے۔



(غیر مسلم لوگ بھی یہ وظیفہ طہارت اسلامی حاصل کرنیکے بعد پڑھیں)

قادریہ عمل

محفل گیارہویں شریف کے حاضرین کا حق یہ ہے کہ وہ حضور غوث پاکؓ کے بر روحانی فیضان سے بہرہ اندوز ہوں اسواسطے عمل حب کی وہ آیت بھی لکھدی جاتی ہے جو تاثیر محبت میں لاجواب اور قیمتی ہے مگر عوام کی آوارہ مزاجیوں کے سبب مشایخ عظام ہر شخص کو عطا نہیں فرماتے۔ میں یہاں اسکو درج کرتا ہوں۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اگر اسکو کسی ایسے کام میں استعمال کیا گیا جس میں ذرا سا شک بھی شریعت کے خلاف ہونیکا ہو تو فائدہ کی بجائے کرنیوالیکو نقصان پہنچیگا۔ لہذا بڑی احتیاط رکھنی چاہیئے اور ہرگز ہرگز کسی ایسے کام کیلئے اسکو نہ پڑھنا چاہیئے جو خلاف شریعت ہو۔ میاں بیوی میں نا اتفاقی ہو تو اس عمل سے اتفاق کرایا جا سکتا ہے۔ باپ بیٹے میں نفاق ہو تو یہ عمل کام دیگا۔ کسی شخص کو خواہ مخواہ کسی کے ساتھ عداوت ہو تو اس عمل سے کام لینا جائز ہے عداوت دور ہو جائیگی۔ جائز معاملہ میں حکام اور افسروں کی مہربانی بھی اس عمل سے حاصل ہو سکتی ہے اسمیں کچھ ڈر نہیں یا اور اسی قسم کے جائز کاموں میں اس عمل سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ ناجائز بات میں تو بھولے سے بھی یہ عمل نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

حضور غوث پاکؓ کی روحانیت اس عمل کے ساتھ ہر وقت موجود رہتی ہے اور حضور کی شان جلالی سے ہر شخص کو ڈرنا چاہیئے۔ اگر کسی بُرے کام میں اس عمل کو کیا گیا تو اُس محبوب حق کا پرتوہ جلال عامل کا ستیاناس کر دیگا۔ خدا ہم سبکو اس سے محفوظ رکھے۔

وہ عمل حُب یہ ہے کہ گیارہ روز تک روزہ رکھے اور گیارہ ہزار مرتبہ یہ آیت پڑھے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥

جب لفظ مَوَدَّةً پر آئے تو گیارہ بار اس کو کہے۔ گیارہ ہزار کو اسطرح تقسیم کرنا چاہیئے کہ صبح کی نماز کے بعد ایک ہزار۔ ظہر کی نماز کے بعد دو ہزار۔ عصر کی نماز کے بعد تین ہزار۔ مغرب کے بعد چار ہزار اور عشا کی نماز کے بعد پھر ایک ہزار۔

اس گیارہ دن کے عمل میں منقّی سے روزہ کھولنا چاہیئے اور گوشت نہ کھایا جائے تو اچھا ہے۔ باقی اور کسی چیز کی ممانعت نہیں ہے۔ ہر ورد کیوقت اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھا جائیگا۔ جس دن یہ عمل ختم ہو بکری کے گیارہ دل پکا کر حضور غوث پاک کی نیاز دلوائی جائے اور گیارہ آدمیوں کو جو نمازی اور متقی ہوں نیاز کا یہ کھانا کھلا دینا چاہیئے۔

یہ اس عمل کی زکوٰۃ ہے جب یہ ادا ہو جائیگی تو پھر اپنے کام کیلئے خود یا کسی دوسرے کیواسطے اس آیت کو گیارہ مرتبہ پڑھے اور خدا تعالیٰ سے مراد کیلئے بوسیلہ حضور غوث پاک رضہ دعا مانگے مقصد پورا ہوگا۔ یا اس آیت کو کاغذ پر لکھے اور تعویذ بنا کر گیارہ بار یہ آیت پڑھ کر اس پر دم کرے۔ پھر اپنے بازو پر باندھ لے اگر اپنے لئے درکار ہو۔ ورنہ دوسرے کو دیدے کہ وہ اس کو بازو پر باندھ لے اور پھر مطلوب کے کے سامنے جائے۔ یا گلاب کے عطر پر گیارہ مرتبہ دم کرکے خود مل لے یا طالب کو ملوا دے یا سرمہ پر گیارہ بار دم کرکے آنکھوں میں لگالے یا طالب کی آنکھوں میں لگا دے اوّل تو پہلے ہی دن اثر معلوم ہوگا ورنہ دوسری دفعہ یا تیسری بار تو ضرور ہی کامیابی حاصل ہوگی۔ ہزاروں مقامات پر آزمائی ہوئی بات ہے۔

کشف الروح حضور غوث پاک رضہ

اگر حاضرین محفل میں کسی شخص کو حضور غوث پاک رضہ کی زیارت کا شوق ہو تو یہ عمل کرنے سے خواب میں حضور کی زیارت میسر آجائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔
مشائخ قادریہ کا آزمودہ ہے اور ان کے معمولات میں یہ عمل شامل ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ آدھی رات کو اوّل غسل کرے اور اسکے بعد ننگے سر ہوکر دو رکعت نماز نفل کشف الروح کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ کافرون پڑھنی چاہیئے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور نماز سے فارغ ہوکر روح حضرت غوث پاک رضؓ کا تصور کرکے مصلے پر کھڑا ہو جائے اور دو سو مرتبہ یہ پڑھے۔

یا میراں سید محی الدین احضروا۔ اللھم صلی علی محمد و علی نور محمد فی الارواح۔ یہ پڑھ کر کسی سے بات نہ کرے اور سو جائے اس رات کو ضرور زیارت نصیب ہوگی۔ اس دن نہ ہو تو تین دن برابر یہ عمل کرنا چاہیئے۔

اسم اعظم کیا ہے؟

ہر شخص کو شوق ہے کہ اسم اعظم معلوم کرے اور اسکے اسرار سے واقف ہو میں یہاں اسم اعظم کی نسبت حضور غوث پاک کی ایک تقریر درج کرتا ہوں۔ جو کتاب قلائد الجواہر میں ہے۔ یہ کتاب ۹۵۰ھ ہجری میں حضور غوث پاکؓ کی اولاد میں ایک بزرگ نے لکھی تھی۔ حضور کے اصل الفاظ نقل کرنے میں طوالت ہوگی۔ اس واسطے اس کا سلیس ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ حضور غوث پاک اسم اعظم کس کو سمجھتے تھے۔ اور آپ نے اس کے اسرار و رموز کی نسبت کیا ارشاد فرمایا ہے:۔

اللہ اسم اعظم ہے۔ مگر اسکا اثر اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ طالب کے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ عرفان کی دنیا میں اسم اللہ کن کی مثل ہے۔ یعنی جس طرح کن کے لفظ سے قدرت نے تمام کائنات ظاہر فرمائی اسی طرح کائنات معارف میں اسم اللہ کی شان ہے۔ اللہ وہ کلمہ ہے جس سے ہر مہم آسان اور ہر غم و فکر دور ہو جاتا ہے۔ اس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے

اللہ مظہر العجائب ہی اللہ کی سلطنت سب سلطنتوں سے زبردست ہی اللہ
ہر بندہ کے حال سے واقف ہی۔ اللہ ہر سرکش کو پست کرنیوالا ہی۔ اللہ
ایسا زبردست ہی جو سب زبردستوں کو زیردست کر دیتا ہی۔ اللہ حاضر و
غائب کا عالم ہے۔ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جو اللہ کا ہی وہ اللہ کی
حفاظت میں ہے۔ جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ سے بیزار ہی۔ جو اللہ کی
راہ میں قدم رکھتا ہے اللہ تک پہنچ جاتا ہی اور اسی کے سایہ میں زندگی بسر کرتا
ہی۔ جو اللہ کا مشتاق ہی اللہ اُس کا مشتاق ہی۔

اللہ سے بھاگنے والو آؤ۔ اب بھی اس کی طرف آؤ۔ تم نے سُنا اس فنا کے گھر
میں اسم اللہ کی کیسی دھوم ہی تو خیال کرو کہ بقا کے گھر میں اس کا کیسا چرچا و غل،
ہوگا اس دار محنت میں اللہ تم کو یہ کچھ دیتا ہی تو اُس دار نعمت میں کیا کچھ نہ دیگا۔

اللہ کا نام لو۔ اُس کے در پر جاؤ۔ اُسے پکارو۔ حجاب پردے اُٹھ جائیں گے۔ دیکھو
جلوے نظر آجائیں گے دیکھنا کتنے طلبگار پردور، کیا اندر اسکے مشاہدۂ جمال میں
مصروف و محو ہیں اور پھر یہ بھی دیکھنا کہ وصال کی آرزو نہیں وہ کیسے غوطے لگا رہے ہیں
وہ پرندہ صبح سے شام تک دوست کی یاد میں نغمے گاتا تھا اور شام سے صبح تک اسکے
تصور میں چشم بند بیٹھا رہتا تھا آج اسکو دوست مل گیا اور سب کچھ مل گیا۔ یہی مثال،
تسلیم و رضا کے ذوق و شوق کی تمہارے سامنے رہنی چاہیے۔ سنو اس نے خود
فرمایا وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہی تو اللہ اُسکو
کافی ہے۔ اللہ پر توکل کرو۔ اللہ پر نذر کرو۔ اُسے شوق و اشتیاق سے یاد کرو۔ وہ قرب و وصال سے
تم کو یاد کریگا۔ تم اُسے حمد و ثنا سے یاد کرو۔ وہ تمہیں انعام و احسان سے یاد کریگا
تم اُسے توبہ سے یاد کرو۔ وہ تمہیں بخشش و مغفرت سے یاد کریگا۔ تم بغیر غفلت کے یاد
کرو وہ بغیر مہلت کے تم کو یاد رکھیگا۔ تمہاری یاد میں ندامت ہو۔ اسکی یاد میں کرامت و

عنایت ہوگی۔ تمہاری یاد میں خلوص و اخلاص ہو تو اُسکی یاد میں خلاصی و مخلصی ہوگی
تم اسے تنگدستی میں یاد کرو۔ وہ تمہیں فراخ دستی میں یاد کریگا۔ تم اُسے صدق سے یاد کرو
وہ تمہیں رزق سے یاد کریگا۔ تم اسے اسلام سے یاد کرو وہ تمہیں انعام و اکرام
سے یاد کریگا۔ تم اسے ہر جگہ یاد کرو۔ وہ بھی تمہیں ہر جگہ یاد رکھیگا۔ سُنو سُنو خوب
خیال سے سنو ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون۔ اللہ کا ذکر بڑا ہے
اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو تم کرتے ہو۔

وجد و خوف و رجا و حیا

وجد کی نسبت ارشاد ہوا روح ذکر کی حلاوت میں نفس لذت طربیہ میں اور دماغ
ذات احدیت میں مصروف ہوجائیں یہ وجد ہے جس کا ظہور ایک نشہ ہے اور نشہ میں آدمی
گر بھی پڑتا ہے اور بیہوش بھی ہوجاتا ہے خوف کی نسبت فرمایا اسکی کئی قسمیں ہیں۔
گنہگاروں کو عذاب کا خوف۔ عابدوں کو ثواب ملنے یا نہ ملنے کا خوف اور عارفوں کو
عظمت الٰہی کی ہیبت سے خوف ہوتا ہے اور یہ کبھی زائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ عارف کے
سامنے سے عظمت رب کبھی دور نہیں ہوتی۔ اسواسطے یہ خوف بڑا درجہ رکھتا ہے۔
رجا کی بابت ارشاد ہوا۔ اولیاء اللہ کی رجا (امید) ایک حسن ظن ہے پروردگار کیساتھ
جس کو نفع ضرر سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ مگر اس رجا میں خوف بھی ساتھ رکھا ہوا ہے
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر مومن کے خوف و امید کو تولا جائے تو دونوں
کا وزن برابر ہوگا۔ حیا کی نسبت فرمایا۔ خدا کی نافرمانی خوف کیوجہ سے نہیں بلکہ
اس شرم سے کہ وہ میرے مالک کی نافرمانی ہے ترک کردینی حیا ہے۔

دُنیا دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو

دُنیا کی تعریف تو حضور نے ایسی صاف اور عام فہم فرمائی ہے جس کو ایک بچہ بھی سمجھ لے
اور اسکی تشریح میں ایسی بلاغت برتی گئی ہے جسکی نظیر حضور کے بعد کسی بلیغ جملہ میں ملنی محال ہے

فرمایا دنیا کو دل سے نکال لو۔ اور ہاتھ میں لیلو۔ یعنی دنیا کماؤ۔ دولت حاصل کرو۔ مگر وہ تمہارے ہاتھ ہی میں رہے۔ دل پر قبضہ نہ کرنے پائے ۔

حضورؓ کی وفات

آخر وہ وقت آگیا جو ہر بشری صورت کو پیش آنا ضروری ہے۔ یعنی جب حضور کا سن مبارک اکیانوے برس کا ہوا (دوسری روایت کے بموجب ۹۰ سال ہیں) تو ذات الٰہی کی محبت نے کشش فرمائی اور اس محبوب نے عالم ناسوت کو ترک فرمانے کا سامان شروع کیا۔

آپکے صاحبزادے حضرت سیّد عبدالوہابؒ کا بیان ہے کہ مرض موت میں ہم لوگوں نے وصیت کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا۔

علیک بتقوی اللّٰہ وطاعتہ ولا تخف احدا ولا ترجہ ولا تثق باحد سوی اللّٰہ عزوجل ولا تعتمد الا علی التوحید الذی علیہ اجماع الکل۔

تقویٰ اور خدا کی طاعت کو اختیار کرلو۔ اور کسی سے مت ڈرو۔ اور نہ کسی غیر خدا سے کچھ توقع رکھو۔ سوائے خدا کے کسی پر بھروسہ نکرو۔ اور سوائے توحید کے کسی پر اعتماد نہ رکھو کہ توحید ہی وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔

اسکے بعد فرمایا انا لا ابالی بشیٔ ولا بملک الموت۔ ہم کو (سوائے خدا کے) نہ ملک الموت کی پرواہ ہے نہ کسی اور چیز کی۔ اسکے بعد جب بالکل آخری حالت ہوگئی تو یہ کلمات زبان مبارک پر آئے :۔

استعنت بلا الٰہ الا اللّٰہ الحی الذی لا یموت ولا یخشی سبحان من تعزز بالقدرۃ والقہر العباد بالموت لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

مدد مانگتا ہوں اُس خدا سے جسکا شریک کوئی نہیں۔ جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرتا

اور نہ کسی سے ڈرتا ہی۔ پاک ہے وہ جسکو بندوں پر موت طاری کرنے میں قدرت
وغلبہ حاصل ہے (لہذا گواہی دیتا ہوں کہ) نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ کی ذات
اور محمدؐ بلاشک اُس کے رسول ہیں ٭

اس آخری کلمہ پر روح مبارک نے جسم شریف سے مفارقت کی۔

ربیع الآخر کا مہینہ۔ سترہ تاریخ اور ۵۶۱ھ ہجری کا زمانہ تھا۔

تاریخ میں بہت اختلاف ہی۔ کسی نے نویں بیان کی۔ کسی نے گیارھویں
کسی نے تیرھویں۔ اور کسی نے سترھویں۔ مگر زیادہ روایتیں سترہ کی ہیں۔

(کیا خدا کی شان ہے کہ ہندوستان کے دوسرے محبوب خدا یعنی حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاؓ کی وفات بھی سترہ ربیع الآخر کو ہوئی ہے)

ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابو المظفر یوسف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے
کہ آپکے جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ اہل خانہ مجبور ہوگئے اور اُنھوں نے حضور کو
رات کیوقت دفن کیا۔ اسکی تصدیق ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ میں کی ہی کہ بغداد کے محلہ
حلبہ کی سڑکیں انبوہ خلائق سے بھر گئی تھیں اور کشمکش خلائق کے سبب انکو دفن ممکن
نہوا رات کے وقت یہ فرض ادا کیا گیا۔ ابن نجار نے لکھا ہے کہ آپکے ساتھ اتنی خلقت
تھی کہ دن کو دفن نہ کرسکے اور رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سائبان کے نیچے دفن کردیا
گیا اور صبح تک مدرسہ کا دروازہ بند رکھا صبح کو جوق جوق لوگ آتے تھے اور مزار مبارک
کی زیارت کرتے تھے۔ حضور کی وفات عباسی خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر کے عہد میں
ہوئی جو ۵۵۵ھ ہجری میں تخت نشین ہوا اور ۵۶۶ھ ہجری میں مر گیا۔

سلام روح غوث الانام پر۔ سلام محبوب سبحان ومطلوب خاص و عام پر۔
سلام علماء ومشائخ کے ہادی علام پر۔ دل کا آنکھوں کا۔ عقیدہ کا محبت کا اِس
جہان اور اُس جہان میں۔ دائماً ابداً ٭ ٭ تمّت ٭

۷۸۶

بیس کا نقش

مزار مبارک حضور غوث الاعظمؓ کا خفیہ نوشتہ

راز طشت از بام

الحمد للہ عمل نامہ گیارہویں شریف کی پہلی اشاعت ختم ہو گئی اور دوسری دفعہ اسکے شائع کرنیکا موقع آیا اس جدید اشاعت میں ایک نہایت ضروری اضافہ کا تقاضا کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور غوث الاعظمؓ کے مزار مبارک پر لکھا ہوا بیس کا نقش عام طور پر شائع کر دیا جائے۔

کیا واقعی یہ نقش مزار غوث الاعظم پر منقوش ہے؟

ذاتی اعتبار سے میں اس شہرت کی نسبت کچھ جواب نہیں دیسکتا میں خود کبھی بغداد شریف حاضر نہیں ہوا ہوں نہ مجھکو کسی معتبر آدمی سے کسی مستند حوالہ کی بموجب معلوم ہوسکا کہ یہ نقش واقعی حضور غوث الاعظمؓ کے مزار پر کہیں کندہ ہے۔ البتہ متعدد مشایخ اور فقرا سے یہ روایت پہنچی کہ بیس کا نقش وہاں مزار پر یا روضہ شریف میں کسی جگہ منقوش ہے جب ان مشایخ اور فقرا سے میں نے جرح کی کہ ان کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ نقش حضور غوث پاکؓ کے مزار کا ہے تو وہ قابل تشفی جواب نہ دے سکے۔

ہندوستان میں بیس کا نقش بہت مقبول ہے

ہمارے ملک میں بیس کے نقش کی شہرت بہت ہے اور لوگ اسکو ناممکن الحصول اور نایاب خیال کرتے ہیں اور جن کے پاس یہ نقش ہوتا ہے وہ اسکے بتانیکے عوض ہزاروں لاکھوں روپے کی نذریں خواستگاروں سے وصول کر کے یہ نقش دیتے ہیں۔

خود میں نے متعدد مقامات سے یہ نقش بہزار جستجو و دقت حاصل کیا تھا اور اسکے

حصول مجھکو ازحد خوشامدیں کرنی پڑی تھیں۔
جن لوگوں نے مجھکو یہ نقش بتایا تو یہ شرط کرلی تھی کہ اسکو عام نہ کیا جائے مگر میں نے شرط کا اقرار کرتے وقت یہ کہدیا تھا کہ جبتک اس شرط میں قائم رہنا چاہوں گا قائم رہوں گا اور جسوقت مجھکو عام کر دینے کی ضرورت معلوم ہوگی عام کر دوں گا۔

عام کرنے کی ضرورت

آجکل مفلسی اور پریشانی کے عام چرچے نے لوگوں کو دعا و تعویذ پر بہت متوجہ کر دیا ہے اور وہ پیشہ ور عاملوں اور تعویذ گنڈہ کرنے والے لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہے ہیں کیونکہ تعویذوں اور دعاؤں کی قیمتیں مقرر کر دی گئی ہیں اور آنکھیں بند کر کے خلق خدا کو لوٹا جاتا ہے۔
پس میرا فرض ہے کہ میں ان چیزوں کو عام کر دوں جنکو لوٹنے اور شکار کرنیکی ٹٹی بنایا جاتا ہے تاکہ خدا کے بندے عام طور سے بلا کسی خرچ و تردد کے اس فیض سے فائدہ اُٹھائیں اور ان کو سینہ بسینہ کے راز کی محتاجی نہ رہے۔
دوسری وجہ اسکے عام کرنیکی یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں مفید عام ہو سکتی ہیں تو انکو پوشیدہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے اور اُنکے بتانے میں بخل کیوں کیا جائے۔ جن اشیاء سے فائدہ ہونیکی اُمید ہو انکو عام کرنا چاہیئے تاکہ ہر کس و ناکس اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔
تیسری وجہ عام کرنیکی یہ ہے کہ مشرق و ہندوستان کے ہزاروں کمالات اسی بخیلی اور کسی کو نہ بتانے اور عام نہ کرنے کی وجہ سے ناپید و فنا ہو گئے۔ یورپ میں اگر کسی شخص کو کچھ معلوم ہوتا ہے تو وہ فوراً اسکو عام کر دیتا ہے اور ہم لوگ اسکو چھپاتے ہیں اور اپنے سوا کسی کو اس کا ماہر نہیں ہونے دیتے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یورپ ترقی کر رہا ہے اور ہم زوال کی طرف جا رہے ہیں۔
پس ہمیں کے تعویز میں اگر کوئی اثر اور طاقت ہے تو اسکو عام کر دینا اسکی حفاظت کا

موجب ہوگا ورنہ رفتہ رفتہ دنیا سے نابود ہو جائیگا جبکہ اسکے جاننے والے دنیا میں نہ رہینگے۔

اجازت کی شرط

البتہ میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ دعا تعویذوں میں اجازت بہت ضروری چیز ہے اسکے بغیر کسی دعا تعویذ میں اثر نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا اس تعویذ کے عام کرنیکے وقت میں اس کی اجازت بھی عام کرتا ہوں اس قید کیساتھ کہ کسی ناجائز کام میں اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔

مجھ کو اس نقش کی اجازت کئی جگہ سے ملی ہے اور آگے چلکر میں ان سب باتوں اور ترکیبوں کو تفصیل سے بیان کروں گا جن میں یہ تعویذ مفید ہے۔

اس تعویذ کو ہر کام میں استعمال کرنے کی جس کی تفصیل آگے تحریر ہے میری طرف سے عام اجازت ہے ہر مسلمان کو اور ہر ہندوستانی کو اگر وہ شرائط طہارت کی پابندی جانتا ہو اور کرتا ہو۔

یہ نقش بالکل درست ہے

جو لوگ فن تعویذ نویسی کو جانتے ہیں وہ تو یہ نقش دیکھتے ہی سمجھ لیں گے کہ یہ تعویذ واقعی بیس کا اصلی اور درست نقش ہے لیکن جو لوگ واقف نہیں ہیں اُنکو بتانا چاہتا ہوں کہ اسکی درستی میں کچھ بھی شک نہیں ہے۔

آٹھ خانوں میں بیس کے اعداد ہر سمت میں پورے ہوتے ہیں یعنی اگر اوپر سے نیچے کو شمار کریں تو بیس ہونگے اور گوشہ سے دوسرے گوشہ کی طرف یعنی ایک کونہ سے دوسرے کونے کی رُخ شمار ہو تب بھی بیس ہو جائیں گے اور شطرنج کے گھوڑے کی آڑی چال کے موافق حساب کیا جائے جو تعویذوں میں ملحوظ رہتی ہے تب بھی بیس پورے ہونگے۔

غرض جس رُخ اور جس سمت سے شمار کیا جائیگا بیس کا عدد پورا ہو جائیگا۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ نقش کے صرف آٹھ خانے ہیں اور نو سے زیادہ کوئی عدد اس میں نہیں ہے۔

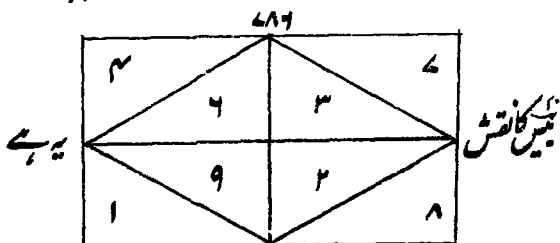
تل اوجھل پہاڑ

اس نقش کو دیکھنے کے بعد دیکھنے والوں کو تعجب ہوگا کہ یہ تو بہت معمولی چیز ہے اسی کی اتنی دھوم تھی اور اسی کو ایک عجیب ارخیال کیا جاتا تھا۔ انکی حیرت بجا ضرور ہے کہ ہاں بیشک ایک تل کی آڑ میں پہاڑ پوشیدہ ہے۔ ورنہ بات کچھ بھی نہیں ہے مگر قابل توجہ یہ بات ہے کہ انہی ہندسوں میں خدا تعالیٰ نے کس غضب کی قوت عطا فرمائی ہے کہ دیکھنے میں معمولی اعداد ہیں مگر اثر میں وہ کرشمہ دکھاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

میرا تجربہ

میں نے ذاتی طور پر (اپنے پاس آنیوالوں کے معاملات میں) اسکو بارہا آزما کر دیکھا اور اکثر با اثر پایا۔ لیکن مجھے لکھ دینا چاہیئے کہ بعض اوقات اسکا کچھ بھی اثر ظاہر نہوا حالانکہ ہر قسم کی پابندی شرائط اور احتیاط کی گئی۔

اسکی نسبت میرا خیال ہے کہ یا تو کام میں لانیوالوں نے کسی ممنوع کام میں دخل دیا۔ یا ان سے کوئی اور حرکت اسکے ادب کے خلاف ہو گئی۔ اور یا قدرت نے یہ دکھایا کہ تم نقش پر توکل نہ کرنے لگو۔ اور یہ سمجھتے رہو کہ تاثیر دینے والا خدا ہی اور اسکو اختیار ہی کہ جس بات میں چاہے اثر دے۔ اور جس میں نہ چاہے اثر نہ دے۔



اس نقش کی تاثیرات اور استعمال کے طریقے

(۱) اگر سونے کے پترہ پر کسی پاک آدمی سے کندہ کرا کر اپنی دوکان میں رکھا جائے یا بازو پر باندھا جائے یا بکس میں رکھا جائے تو خدا تعالیٰ غیبی مدد ترقی دولت میں دیگا (اسکو میں نے آزما کر سچّا پایا)

(۲) اگر چاندی کے پترہ پر کسی پاک آدمی سے کندہ کرا کر بازو پر باندھا جائے تو ہر قسم کے ناگہانی امراض اور موذی اور زہریلے جانوروں اور مخفی بلاؤں سے حفاظت ہوگی اور باندھنے والا محبوب خلائق ہو جائیگا اور اس کا دل یکسو اور مطمئن رہیگا۔ (اس کو بھی میں نے کئی بار آزما کر سچّا پایا)

(۳) اگر زعفران کے پانی سے کوئی متقی آدمی اسکو لکھ کر دق، مالیخولیا، اختلاج قلب کے بیمار کو صبح و شام پلائے تو خدا تعالیٰ مریض کو صحت دیگا (اسکو بہت دفعہ آزما کر سچّا پایا)

(۴) اگر گلاب کا عرق زعفران میں ملا کر یہ تعویذ لکھا جائے اور چاند رات ہو یعنی اسی شام کو چاند ہوا ہو اور رات کے بارہ بجے اسکو لکھا جائے اور دوسرے دن سورج غروب ہونے سے پہلے کسی ناراض آدمی کو کھانے یا پانی یا اور کسی طرح کھلا پلا دیا جائے تو وہ مطیع ہو جائیگا اس کا استعمال صرف میاں بیوی کی نا اتفاقی یا والدین کی رضامندی حاصل کرنے یا اور کسی قسم کے جائز کاموں میں ہونا چاہیے (اسکو میں نے بعض اوقات تیر بہدف پایا اور بعض اوقات مطلق بے نتیجہ)

(۵) کسی پاک و متقی آدمی سے عروج ماہ کی کسی جمعرات کو لکھوا کر اپنے بازو پر سبز ریشمی کپڑہ میں سی کر باندھ لیا جائے تو خلقت کی نظروں میں عزیز ہو جائیگا اور حکام مہربانی کرنے لگیں گے اور دین و دنیا کے کاموں میں مستعدی اور ہمت پیدا ہوگی اور دل میں جوش اور بیخوفی کا ولولہ بڑھ جائے گا۔ سبز ریشمی کپڑہ میں سینے سے پہلے گلاب کے

پھول کی پانچ پتیاں اس پر لپیٹ لینی چاہئیں رمیں نے ہزاروں بار آزمایا اور
کبھی کسی بڑے کام میں ناکامی نہ ہوئی۔

(۶) کورے ٹھیکرے پر کوئلہ سے لکھا جائے۔ آخری ماہ میں اس ٹھیکری کو کسی پرانی قبر
قبر میں دفن کیا جائے تو دشمن مغلوب ہو جائیگا (اسکو میں نے کبھی نہیں آزمایا)

(۷) اسکو ذرا جلی لکھوا کر دیوار پر لگا لیا جائے اور صبح اٹھکر دیکھ لیا جائے تو تمام دن
خوش و خرم رہیگا (اس کو میں نے جسکو بتایا مفید پایا۔)

الغرض اسی قسم کے ہزار ہا طریقے اور فائدے اس نقش کے ہیں۔ اگر میں سبکو
لکھوں تو طوالت بھی ہوگی اور توہمات بھی ترقی کرینگے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بالکل
خلاف عقل ہیں اور ان کے سُننے سے انسان دُنیاوی فرائض سے غافل ہوتا ہے۔

یاد رکھو

کہ یہ دنیا ذاتی محنت اور ہاتھ پاؤں دل و دماغ سے کام کرنے کا مقام
ہے۔ یہاں ہر وقت غیبی قوتوں کے آسرے پر بیٹھا رہنا اور انہی اشغال میں
وقت برباد کرتے رہنا اور عالمِ اسباب کا کوئی کام نہ کرنا آدمی کو تباہ و
برباد کر دیتا ہے۔

میں نے یہ نقش معلومات و فائدہ کیلئے عام کر دیا ہے مگر اس کے
یہ معنی نہیں ہیں کہ اسی کے اوپر حصر کرے اور خود کچھ کام نہ کرے

بیماروں کا طبی علاج کراؤ۔ تجارت میں کفایت شعاری اور محنت اور
استقلال کو پیش نظر رکھو اور دوسروں سے ملنساری کے ساتھ برتاؤ کرو کہ
یہی سب سے بڑا نقش ہے۔

اعمال حزب البحر یہ اٹھانوے صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی اور چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ چھ دفعہ چھپی ہے۔ اسمیں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال جمع کئے گئے ہیں جو ہندوستان کے مشائخ اور بیرون ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں۔ حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات میں یہ تصنیف سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قیمت ۱۰/

امام الزماں کی آمد اسی صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا تین بار چھپی ہے۔ تیسرے اڈیشن میں کئی نایاب مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ۔ دنیا میں کیا کیا انقلابات آنے والے ہیں۔ ایک انگریز کی پیشین گوئیوں کا خلاصہ کہ یورپ بھی امام الزماں کو قبول کرے گا۔ اور یہ پیشینگوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونیوالی ہے جو سب حکومتوں پر غالب آجائیگی۔ سب سے بڑا اضافہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام نایاب قصائد اس کتاب میں درج کردئے گئے ہیں۔ اور موجودہ بادشاہ افغانستان غازی امیر امان اللہ خاں کے وہ حالات لکھے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غازی موصوف ہی اسلام کے وہ تاجدار ہونے والے ہیں جن کی بشارت دی جاتی ہے۔ قیمت ۱۲/

لاہوتی آپ بیتی سولہ صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی۔ کاغذ اعلیٰ۔ پہلے یہ آپ بیتی حسن نظامی کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اب علیحدہ رسالہ کی شکل میں چھپی ہے۔ اسمیں مبدأ و معاد کی کیفیت نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ ہونے سے قبل و بعد کے حالات۔ اسرار روح کی سرگزشت۔ حضرت انسان کی لن ترانیاں۔ میں کے ولولے اور بالآخر بشفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہوکر قرب ربانی میں فائز ہونے کا تذکرہ ہے۔ قیمت ۲/

یہ سب کتابیں **کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی** سے منگائیے

قبروں کے غیبی نوشتے ۵۶ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی اس میں نہایت دلچسپ طریقہ سے مزارات کی خیالی لوحیں لکھی گئی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مذہبی و اخلاقی نتائج ظاہر ہوتے ہیں حسب ذیل لوحیں ہیں۔ (۱) لوح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) لوح مزار حضرت خدیجۃ الکبریٰ (۳) حضرۃ علیؓ (۴) حضرت بی بی فاطمہؓ (۵) حضرت امام حسینؓ (۶) حضرت بی بی زینبؓ (۷) حضرت علی اکبرؓ (۸) حضرت علی اصغرؓ (۹) حضرت بی بی شہر بانو (۱۰) حضرت بلالؓ (۱۱) یزید (۱۲) ابولہب (۱۳) ابوجہل (۱۴) ابن زیاد (۱۵) شمر (۱۶) عمر سعد (۱۷) حسن نظامی۔ پہلے قیمت ۸ رکھی اب ۴ر کردی گئی ہے۔

اسلام کا انجام ۴۸ صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ معمولی مصر کے شیخ المشائخ نے عربی میں لکھی تھی۔ خواجہ صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ چار دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۲ر

اردو دعائیں ضخامت ۸۰ صفحے کاغذ لکھائی۔ چھپائی عمدہ۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں: فلسفہ دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بسم اللہ خوانی کے وقت کی دعا۔ بچہ کو مدرسہ بھیجتے وقت ماں کی دعا۔ مدرسہ میں لڑکوں کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا۔ بیٹی کے وداع کے وقت ماں کی دعا۔ نمازوں کے بعد کی دعائیں۔ غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں۔ یہ سب خواجہ صاحب نے اردو زبان میں لکھی ہیں۔ اور ان کے علاوہ احادیث شریف میں جتنی دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کو بھی زبان عربی میں مع اردو ترجمہ کے تمام و کمال درج کیا ہے۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ پانچ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت پہلے ۸ رکھی۔ اب اضافہ کے بعد ۱۰ رکردی ہے

یہ سب کتابیں

ابن عربی کارکن حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی سے منگائیے